سرکاری سطح پر محفلِ میلاد منانے والے صالح حکمران کا علم و تحقیق
کی روشنی میں بھرپور تعارف

محفلِ میلاد اور شاہ اربل

تالیف

مُفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہ اربل رحمہ اللہ تعالیٰ

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی محمد خان قادری

اہتمام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد فاروق قادری

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کاروان اسلام

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور
☆ احمد بک کارپوریشن روالپنڈی
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ کرمانوالہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
☆ اسلام بک ڈپو، لاہور
☆ مکتبہ میلاد پبلی کیشنز
☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ ضیاالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی
☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی
☆ قادری رضوی کتب خانہ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور
☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور
☆ زاویہ کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ نوری کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہو
☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ پروگریسو اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور
☆ علمی پبلشر دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلیکیشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

0300-4407048/042,7580004,5300353-4

حسن ترتیب

انتساب

شہید ناموس رسالت

غازی عامر عبدالرحمٰن چیمہ

کے نام

جس نے جرمنی میں گستاخِ رسول کوٹھکانے لگانے کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے پوری امت مسلمہ کا سر فخر سے بلند کردیا

محمد خان قادری

۲۳، مئی ۲۰۰۶ء

مدحت

ابو سعید محمد مظفر الدین کوکبوری المعروف شاہ اربل علیہ الرحمہ

از قلم...... صاحبزادہ فیض الامین فاروقی (ایم اے) مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات

علم و دانش کا تھا پیکر شاہِ اربل
عادل و صالح مدبر، شاہِ اربل

دیدہ ور، بیدار مغز و خوب سیرت
شیر دل زیرک دلاور، شاہِ اربل

اہلِ سنت کی صداقت کا تھا مظہر
خوش ادا مرد قلندر، شاہِ اربل

محفل میلاد سے تھی اس کو رغبت
تھا مقدر کا سکندر، شاہِ اربل

تھا وہ اک درویش طینت حکمراں
زینتِ محراب و منبر، شاہِ اربل

اس کو تھا محبوب، ذکرِ شاہِ کوثر
عاشقِ ذاتِ پیمبر، شاہِ اربل

اس کی روحِ پاک پر نازل ہو رحمت
تھا مجاہد اور مفکر، شاہِ اربل

غیر فانی اس کے نادر کارنامے
کانِ عظمت کا تھا گوہر، شاہِ اربل

اس کو ملتا تھا سکوں ذکرِ نبی سے
موردِ الطافِ داور، شاہِ اربل

نامِ محبوبِ خدا پر بے تحاشا
مال و زر کرتا نچھاور، شاہِ اربل

احترامِ شاہِ بطحا کی بدولت
ہو گیا بالا و برتر، شاہِ اربل

ہے وہ خود بدطینت و مکروہ فطرت
جو کہے، تھا عیش پرور شاہِ اربل

دی خبر ہاتف نے یہ فیض الامیںؔ کو
باغِ جنت میں ہے خوش تر شاہِ اربل

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جو انعامات واحسانات فرمائے ہیں ان میں سے دو کا تذکرہ لفظ من (احسان) سے کیا

۱۔ ذات رسول ﷺ،

ارشاد الٰہی ہے

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا (آل عمران، ۱۶۴)	بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا

۲۔ دین اسلام،

فرمان الٰہی ہے

بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان (الحجرات، ۱۷)	بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی

دونوں احسانوں کا تذکرہ

محافل میلاد میں ان دونوں احسانات الٰہی کا خوب ذکر و چرچا ہوتا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ انور سے باہر تشریف لائے، صحابہ کو بیٹھے دیکھ کر پوچھا

ما اجلسکم؟ — آج کیسے بیٹھے ہو؟

عرض کیا

جلسنا نذکر الله ونحمده علی ما هدانا لدینه ومن علینا بک (المعجم الکبیر، ۱۹:۳۱۱)

ہم اللہ تعالیٰ کا اس پر ذکر وحمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے اسلام کی توفیق دی اور ہم پر آپ ﷺ کی صورت میں احسان کیا

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر وشکر بندوں پر لازم ہے اور سب سے بڑی نعمت رسول ﷺ کی ذات اقدس ہے جن کے توسل وتوسط سے ہم تمام نعمتیں پاتے ہیں، اس عظیم نعمت کے چرچا کی ایک صورت محافل میلاد ہیں جو امت مسلمہ ہمیشہ سے منعقد کرتی چلی آرہی ہے

کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے انہیں بدعت سیئہ قرار دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر رکھا ہے حالانکہ یہ مجالس پوری دنیا میں اشاعت تعلیمات اسلام کا ذریعہ ثابت ہو رہی ہے خصوصاً غیر مسلم ممالک میں میلاد کے جلسے اور پروگرام اسلام کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں

بندہ نے راہ اعتدال اختیار کرتے ہوئے مخالفین کے اعتراضات کا جائزہ اپنی کتاب "محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ" میں لیا ہے اگرچہ وہاں بھی شاہ اربل سلطان مظفر الدین کوکبری (جنھوں نے سرکاری سطح پر محافل میلاد کا خوب اہتمام

قطعۂ تاریخ اشاعت

محافل میلاد اور شاہ اربل رحمہ اللہ

تحقیق ،حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ

مرحبا مرحبا مفتی خوش خصال ذات ہے آپ کی پیکرِ صد کمال
فاضلِ جملہ ماثور و منصوص ہیں ہے قلم آپ کا بے بدل ، بے ہمال
آپ کا یہ مقالہ ہے خاصہ کی چیز دیکھ کر اس کو سب ہوں گے شاد و نہال
تذکرہ ہے یہ اس مردِ ذی جاہ کا عبدِ صالح تھا جو خوش ادا ،خوش جمال
شاہِ اربل تھا وہ نیک دل حکمراں صاحب زہد و تقویٰ تھا ،شیریں مقال
اس کا سرمایہ تھا عشق شاہِ شہاں تھی میسر اُسے قربتِ ذوالجلال
اس کو ملتا سکوں ذکرِ سرکار سے اس پہ تنقید کرنا ہے راہِ ضلال
جو کہے اس کو عیاش وارذل سِیَر اس کی تقدیر کا ہے نوشتہ، زوال
اہلِ ایماں ہیں مسرور پا کر اسے قلب باطل کو ہونے لگا اختلال
تھی ضرورت بڑی اس کی اس دور میں حبّذا آپ کو اس کا آیا خیال

لکھ دو سال رسا اس کا فیض الامیںؔ
''سیرتِ شاہِ اربل فقید المثال''

۲۰۰۵ء

نتیجہ فکر......صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مونیاں شریف ضلع گجرات

نذر عقیدت

بحضور حضرت شاہ مظفر الدین اربل رحمہ اللہ

نتیجۂ فکر...... علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

(سجادہ نشین شاہ والا شریف ضلع خوشاب)

شاہِ اربل غلامِ شاہِ عرب بود معروف در وفاؤ ادب
پیکرِ عشقِ خواجۂ گیہاں غرقِ حُبِ رسولِ والا نسب
در عطاؤ سخا یگانۂ دہر اوحد العصر فی بلاد عرب
ماہِ نورِ ربیع الاول پاک بہر آں شاہ بود ماہِ طرب
از پئے ذکرِ مولدِ نبوی مینمود اہتمام صدہا عجب
مُظہرُ الانبساط منشیء الخیرات مولعاً کان فی رضاء الرب
اھلِ صدق و صفا ازو خورسند اہلِ الحاد زو بغیض و غضب
اے صبا! بر مزارِ پر نورش از فقیرے رساں سلامِ ادب

نباضِ قوم

محقق العصر علامہ مفتی محمد خان قادری

سے

ایک اہم انٹرویو

جشن میلاد کا اہتمام منشائے الٰہی اور سنت سے ثابت ہے

شاہ اربل حکومتی سطح پر محافل میلاد کا انعقاد کرنے والا صالح، دیندار، عالم، عادل اور دانشور حکمران تھا

عظیم محدث الشیخ حافظ ابوالخطاب کے حوالے سے بھی تحقیقی کام مکمل کر چکا ہوں

صحابہ رضی اللہ عنہم نے مدینہ طیبہ میں جشن آمد رسول ﷺ منایا، جلسہ، جلوس اور استقبال کیے گئے

محافل میلاد میں نعت شریف کے علاوہ تلاوت قرآن کریم اور حمد باری تعالیٰ خاص اہتمام سے پڑھی جائیں

میری کتاب ''محافل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ'' اٹھارہ اعتراضات کا جواب ہے
اب دو نئے اعتراضات کے جوابات بھی حاضر ہیں

پانچویں صدی ہجری میں جلال الدولہ ملک شاہ سلجوقی نے بغداد میں حکومتی سطح پر میلاد منایا

آمدِ مصطفیٰ ﷺ پر خوشی منانا ایسا عمل ہے کہ اس کے حق وصواب ہونے پر
تو خود حضور ﷺ نے مہر تصدیق ثبت فرما دی

میں نے حقائق کا مطالعہ کیا تو مخالفین میلاد کے سارے الزامات بے بنیاد پائے

سلطان ابوسعید مظفر الدین کوکبری کے والد کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے اربل کی حکومت عطا کی

تبرک کے طور پر مٹھائی اور شیرینی کے ساتھ ساتھ کتاب بھی تقسیم کی جائے

معاشرے کے یتامیٰ، مساکین، غرباء، طلبہ اور بیوگان کو اصل مہمانانِ رسول ﷺ سمجھا جائے

عظیم شہرت یافتہ محقق، عالم، خطیب، دانشور، قلم کار، مصنف،
صاحب فن مدرس اور مترجم نباض قوم

علامہ مفتی محمد خان قادری

کی دین و دانش سے لبریز علم افروز اور روح پرور محققانہ باتیں

ملاقات ...... ملک محبوب الرسول قادری

عہد حاضر میں برصغیر کے نامور دینی اسکالر، محقق، مصنف، مترجم، دانشور، مصلح و مبلغ، کاروان اسلام کے سربراہ اور جامعہ اسلامیہ لاہور کے مؤسس اعلیٰ مولانا مفتی محمد خان قادری علمی حلقوں میں نہایت منفرد اور نمایاں مقام کی حامل شخصیت ہیں، سیرت ومیلاد ان کا خاص موضوع ہے۔ ہر کام شعوری سطح پر کرنے کے قائل ہیں۔ملک کی ترقی اور قوم کی اصلاح اور اتحاد کے لیے مستعد رہتے ہیں۔آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد ایک صد سے متجاوز ہے اور ہر کتاب اپنی جگہ علم و تحقیق کا مرقع ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کی تحریر وتقریر کو تاثیر کی دولت ونعمت سے سرفراز کیا ہے۔''سوئے حجاز'' کا زیرِ نظر ''شاہِ اربل نمبر'' درحقیقت آپ ہی کی تحقیق کا خوبصورت ثمر ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں حکومتی سطح پر جشن میلاد کا خاص اہتمام کرنے والے حکمران سلطان مظفر الدین کوکبری رحمہ اللہ تعالیٰ اور اسی زمانے کے مصلح و مدبر دینی سکالر محدث اندلس الشیخ حافظ ابو الخطاب بن دحیہ کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ایک سازش کے تحت پیدا کی گئی غلط فہمیوں کو انھوں نے حق و انصاف اور دلائل و شواہد کی بنا پر کافور کیا ہے۔اس حوالے سے حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری سے ایک نشست ہوئی۔ موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے وہ فرمارہے تھے کہ:

''ہمیشہ سے سرورِعالم ﷺ کی ولادت کی خوشی کے موقع پر امت انفرادی اور اجتماعی حوالے سے پروگرام ترتیب دیتی رہی ہے یہ سلسلہ ازل سے جاری و ساری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔''

قرآن مجید میں آیتِ میثاق میں اللہ تعالیٰ نے ازل میں ایک

اجتماع اور پروگرام کا تذکرہ فرمایا ہے جس میں تمام انبیاء سے حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ عہد و پیمان لیا گیا کہ اگر وہ تمھاری دنیاوی زندگی میں تشریف لائیں تو تم سب ان پر ایمان بھی لانا اور ان کے مشن کا معاون بھی بننا۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ وہ اپنی امت کو بھی اس بات کی پابند کریں گے کہ وہ حضور علیہ السلام پر ایمان لائیں اور ان کے مشن کی خدمت کریں گے۔

مفتی صاحب نے بتایا کہ امام تقی الدین السبکی نے اس آیت میثاق کی تفسیر پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام:

''التعظیم و المنۃ فی تفسیر قولہ تعالیٰ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ''

ہے اس میں انھوں نے متعدد دلائل سے واضح کر دیا ہے کہ یہ عہد رسول پاک ﷺ کے بارے میں ہے پھر حضور علیہ السلام نے اپنی ولادت اور نزول قرآن کی خوشی میں ہر پیر کو روزہ رکھ کر دن منایا۔ عاشورہ کے موقع پر یہود نے جب روزہ رکھنے کا پس منظر یہ بیان کیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا تعلق حضرت موسیٰ سے تمھاری نسبت کہیں زیادہ ہے ہم ہر سال دو روزے رکھا کریں گے۔ مفتی محمد خان قادری نے کہا کہ اسی واقعہ سے علماء امت نے نعمت کے دن کو اہتمام سے منانا، سنتِ قرار دیا ہے پھر خوشی کے موقع پر جلسہ، اجتماع، جلوس، پروگرام کرنے کے حوالے سے ہجرتِ مدینہ کے موقع پر تشکیل دیے جانے والے صحابہ کے پروگرام شاہد عادل ہیں۔انھوں نے دعویٰ سے کہا کہ جب صحابہ کو پتہ چلا کہ سرور عالم ﷺ مکہ شریف سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو چکے ہیں تو وہ ہر روز فجر کی نماز ادا

کرنے کے بعد بچوں کو لے کر شہر مدینہ سے باہر اس راستے پر جا بیٹھتے تھے جو مدینہ منورہ سے آتا تھا۔ متعدد ایام کے بعد جب سرور عالم ﷺ وداع کی گھاٹیوں سے طلوع ہوئے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرف سے .... طلع البدر علینا .... جیسے ترانے پڑھ کر آپ ﷺ کا استقبال کیا گیا، دستوں نے سلامی دی، اس زمانے میں جو کھیل معروف تھے ان کا مظاہرہ کیا گیا، گھروں کی چھتوں، چوراہوں، گلیوں میں اجتماعی طور پر مردوں، بچوں اور جوانوں نے استقبالیہ نعرے حضور آگئے یا محمد، یا رسول اللہ ﷺ، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، لگائے اور خوشی میں جلوس نکالے۔

انھوں نے کہا کہ یہ عمل اتنا شاندار اور اعلیٰ ہے کہ اس میں خود حضور علیہ السلام شریک ہوئے اور اس کے جائز و ثواب ہونے پر آپ ﷺ نے خود مہرِ تصدیق ثبت فرمادی، خوشی کا یہ سلسلہ ہمیشہ سے امت مسلمہ میں جاری رہا، تاریخ اسلام کے اوراق میں ہر دور کے علماء و محدثین اور بزرگوں کا کثیر تعداد میں یہ معمول ملتا ہے مثلاً شیخ ابوالحسن کرخی (۲۶۰۔۳۴۰) جیسے بزرگ خوب دھوم دھام سے محفل میلاد سجاتے، اسی طرح مسلمان حکمران بھی اپنے اپنے ادوار میں ان محافل کا انعقاد کیا کرتے مثلاً جلال الدولہ ملک شاہ سلجوقی نے ۴۸۵ھ میں بغداد میں بہت بڑی محفل میلاد کا حکومتی سطح پر اہتمام کیا، سلطان نورالدین محمود زنگی کے دور میں ان کے شیخ طریقت اور سیرت کی کتاب:

"وسیلة المتعبدین فی سیرة سیدالمرسلین"

کے مصنف شیخ عمر بن محمد ملا (۵۷۰ھ) موصل میں اتنی بڑی محفل میلاد سجاتے کہ خلیفۂ وقت اور دیگر عمال و امراء بھی اس میں خوب محبت اور

اہتمام سے شریک ہوتے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ شیخ المحدثین امام ابو شامہ (امام نووی کے استاذ) فرماتے ہیں کہ شیخ عمر بن محمد ملا کی پیروی میں حکمران سلطان ابو سعید احمد بن علی مظفر الدین کوکبری نے اربل (عراق) میں محفل میلاد سجانے کا اہتمام کیا۔ پہلے ان کے والد گرامی، اربل کے بادشاہ تھے انھیں ۵۸۸ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان کی خدمات کے اعتراف میں اربل کا سربراہ بنایا تھا۔ مقام حطین کی فتح جو بیت المقدس کی آزادی کا سبب بنی اس میں سلطان کوکبری کی خدمات سب سے نمایاں ہیں، یہ اربل میں ہر سال بڑی دھوم دھام سے محفل میلاد سجایا کرتے، انھوں نے کہا کہ یہ نہایت ہی صالح، دیندار، عادل، عالم اور دانشور حکمران ہیں جس پر تاریخ کے اوراق شاہد ہیں۔

مفتی محمد خان قادری کہا کہ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ ۶۰۴ھ میں محدثین کے عظیم استاذ حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کلبی اندلس سے خراسان جاتے ہوئے اربل تشریف لائے۔ جب انھوں نے اس بادشاہ کی طرف سے محفل میلاد کا اہتمام دیکھا تو انھوں نے اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے اور ذمہ داری نبھاتے ہوئے میلاد کے موضوع پر علمی و تحقیقی کتاب لکھی جس میں کتاب وسنت کی روشنی میں محفل میلاد کے جواز، برکات اوراہمیت کے عنوان سے علمی و تحقیقی مواد جمع فرمایا، جسے ہر دور کے علماء نے بطور حوالہ پیش کیا اور بطور سند قبول کیا مثلاً مفسر قرآن حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے ''البدایہ'' میں تصریح کی ہے کہ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس سے بہت سی علمی چیزیں حاصل کیں اور استفادہ کیا۔

مفتی صاحب نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ ہمارے دور کے کچھ لوگوں نے محفل میلاد کی مخالفت کرتے ہوئے ان دونوں (بادشاہ اور عالم دین) پر مختلف قسم کی الزام تراشیاں شروع کر دیں اور انھیں ظالم بادشاہ، مسرف، عیش پرست، نفس پرست وغیرہ وغیرہ جبکہ اس عظیم محدث کو درباری، خوشامدی، چاپلوس، لالچی اور حریص ملاں قرار دینے کی سعی نامشکور کی جو سراسر زیادتی اور ظلم ہے، مجھے سب سے زیادہ افسوس شیخ اسماعیل بن محمد انصاری پر ہے جنھوں نے:

''القول الفصل فی حکم الاحتفال لمولد خیر الرسل''

میں تصویر کے فقط ایک ہی رخ کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

انھوں نے کہا کہ میں نے جب حقائق کا مطالعہ کیا تو مخالفین کے عائد کردہ الزامات غلط اور بے بنیاد پائے۔ اصل صورت حال اس کے بالکل خلاف ہے۔

''شاہ اربل نمبر'' میں موجود ہمارے مقالہ میں ہمارے قارئین جہاں اس بادشاہ کے بارے ان کی سیرت و کردار اور احوال کے متعلق حقائق سے آگاہی حاصل کریں گے وہاں ان پر وارد کیے گئے اعتراضات کا جواب اس قدر مدلل پائیں گے کہ آئندہ کسی کو اس کے خلاف بات کرنے جرأت نہیں ہوگی۔

حضرت نے بتایا کہ ہم نے اس عظیم محدث شیخ حافظ ابو الخطاب بن دحیہ کلبی رحمہ اللہ پر بھی اپنا تحقیقی کام مکمل کر لیا ہے جو بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے۔

انھوں نے نہایت دردمندی سے کہا کہ ہماری تمام اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ ضد وعناد کا شکار ہو کر کبھی بھی حقائق کو مسخ کرنے کی

کوشش نہ کریں۔ یہاں یہ بھی واضح کردوں کہ اگر ہمارے بیان کردہ حقائق میں کہیں بھی کوئی بات خلافِ تحقیق پائی جائے یا کسی کے مطابق ہم نے کہیں ڈنڈی ماری ہو تو اس کی نشاندہی کرنا بھی اہل علم کا فریضہ ہے۔

انھوں نے کہا کہ ہم نے ایک کتاب ''محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ'' لکھی جس میں مخالفین میلاد کے ۱۸ر اعتراضات کے جوابات پیش کیے گئے تھے۔

اب زیر نظر دو اعتراضات کے جوابات بھی پیش کر دیے ہیں، انھوں نے واضح کیا کہ ہمارے نزدیک محافل میلاد سے مراد وہی محافل ہیں جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق انعقاد پذیر ہوں۔ہم بدعات و منکرات پر مشتمل کسی حرکت یا محفل کے مؤید نہیں ہیں بلکہ ہم نے تو محافلِ میلاد کی اصلاح کے لیے تحریک برپا کر رکھی ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ ہماری تمام طبقات امت سے گزارش ہے کہ انا پرستی کو چھوڑ دیں اور ایسی مقدس محافل کی مخالفت کے بجائے ان میں پائی جانے والی کمی اور خامی کی اصلاح ،حکمت و اخلاص کے ساتھ کریں اور ایسی محافل کی اصلاح کے لیے میری چند تجاویز یہ ہیں

۱۔ اشتہارات و دعوتی کارڈوں پر آیات قرآنی ،احادیث نبوی ﷺ اور درود پاک کے علاوہ روضہ شریف، بیت اللہ شریف اور عمامہ شریف کی تصاویر ہرگز شائع نہ کریں، کیونکہ اس سے ادب ملحوظ نہیں رہتا۔

۲۔ محافل میں کلام کسی ایسے شاعر کا پڑھا جائے جو قرآن و حدیث کا عالم ہو کیونکہ سرور عالم ﷺ کے بارے میں ایک عالم دین ہی تمام

آداب ملحوظ خاطر رکھ سکتا ہے۔

ادب گاہیست زیرآسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۳۔ محافل میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا جائے کہ مقام الوہیت اور دیگر انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھاجائے اور ان کے لیے عامیانہ انداز میں طرز تخاطب ترک کیا جائے۔

۴۔ فرائض، واجبات، نماز روزہ، قبر، حشر، جنت، دوزخ اور آخرت کے معاملات کو تحقیر آمیز لہجہ کے بجائے صحیح مؤقف وانداز سے واضح کیا جائے۔

۵۔ ان محافل میں مستند عالم دین کا خطاب ضرور کرایا جائے کیونکہ اصل نعت خوان تو عالم دین ہی ہے۔اس سے جہالت، بدعقیدگی اور بدی کا خاتمہ ہوگا اور محافل میلاد کی حقیقی برکات نصیب ہوں گی۔

۶۔ منعقدہ محفل میں سکون اور خشوع و خضوع کی طرف توجہ دی جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے محفل کے آداب میں خلل واقع ہو یا توجہ منقسم ہو جیسے اٹھ اٹھ کر پیسے ڈالنا، ویلیں پھینکنا، دونوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر جھومنا، کسی بھی مہمان یا صدر مجلس وغیرہ کی آمد پر چیخ چیخ کر نعرے بازی کرنا اور سارے نظام کو تہہ و بالا کر دینا وغیرہ کیونکہ حضور ﷺ کی مجلس میلاد کے وہی آداب اہل علم اور اہل محبت نے بیان کیے ہیں جو حضور ﷺ کی ظاہری مجلس بابرکت کے آداب ہیں لہٰذا یہ آداب ملحوظ رہنے

چاہئیں۔

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو واضح ہوجاتا ہے کہ جیسے ہی اللہ تعالیٰ کا ذکراور حضور علیہ السلام کا ذکر خیر شروع ہوتا تو ان کے سر جھک جاتے، رقت طاری ہوجاتی اور وہ دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر ہوجاتے ہمارے قریبی دور کے عالم، مصنف بہار شریعت حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مرقوم ہے کہ وہ نعت شریف سنتے ہوئے اونچی آواز میں سبحان اللہ تک نہیں کہتے تھے دل ہی میں کہتے تھے تاکہ توجہ نہ ہٹے۔

۷۔ آج کل بعض نعتیں پڑھنے والے پس منظر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اسے فی الفور ترک کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور ادب کی تلقین خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے اور ہر جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ذکر کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے تابع رکھا جائے۔

۸۔ محافل میں آنے والے لوگوں کو ہی مہمانان رسول ﷺ سمجھ لینا کافی نہیں بلکہ معاشرے کے یتامیٰ، مساکین، غرباء، بیوگان اور طلبہ اصل مہمانان رسول ﷺ ہیں۔

۹۔ محافل میں تبرک کے طور پر مٹھائی، کپڑے، شیرینی وغیرہ کے ساتھ صحت مند لٹریچر (کتاب) بھی تقسیم کی جائے تاکہ لوگوں کے عقائد و اعمال درست ہوں اور معاشرے سے جہالت کا خاتمہ ہو۔

۱۰۔ محافل میلاد میں نعت شریف کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآن کریم اور حمد باری تعالیٰ خصوصی اہتمام سے شامل کی جائے۔

۱۱۔ محفل میلاد کی صدارت کے لیے تارکِ فرائض افراد کے بجائے صالح اور علمی شخصیات کو ترجیح دی جائے اس سے معاشرے میں نیکی کی قدریں فروغ پائیں گی

۱۲۔ یہ محافل رسم و رواج کے طور پر نہیں بلکہ شعوری سطح پر سجائی جائیں تا کہ عملی طور پر تعلیم و تربیت کا ذریعہ ثابت ہوں۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو دنیا داروں کی طرح محض نعروں اور دعوں سے خوش کرنے کے بجائے ان سے محبت و تعظیم و اتباع و اطاعت پر توجہ دی جائے کیونکہ اگر دل خالی رہے تو عمل ہرگز کام نہیں آئے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حبیب خدا ﷺ کی ولادت اور دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں حسب درجہ ہر مسلمان خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ خود سرور عالم ﷺ پیر کا روزہ رکھ کر اس خوشی کا اظہار کرتے۔ آپ ﷺ سے اس روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اس دن اللہ نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی دن نے مجھ پر اپنا کلام اور قرآن نازل کیا۔

جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے وہاں پر لوگ عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے لوگوں نے ان سے روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی تو بتایا۔

هذا اليوم الذی اظهر الله فيه موسیٰ و بنی اسرائيل علی فرعون و نحن نصومه تعظيماً له	یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا ہم اس دن کی تعظیم کرتے اور روزہ رکھتے ہیں۔

اس پر رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔

نحن اولی بموسی منکم ثم امره بصومه	ہم یہودیوں کی نسبت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں پھر آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(البخاری: ۱۔۲۶۸)

بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

انتم احق بموسیٰ منهم فصوموه — تم ان یہود سے حضرت موسیٰ کے زیادہ قریبی و تعلق دار ہو پس تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔

ایسے دلائل سے اہل علم و فضل نے نعمت کے دن' منانے پر استدلال کیا۔

پھر خوشی کے موقع پر جلوس و جلسہ کرنا' ہجرت کے موقعہ پر صحابہ کا عمل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے صرف پسند ہی نہیں کیا بلکہ اس میں خود شرکت فرمائی۔ اس میں جھنڈے بھی تھے۔اس میں یا محمد یارسول اللہ کے نعرے بھی تھے۔ ہر چوک میں استقبالیہ پروگرام بھی ہوئے' ترانے بھی پڑھے گئے۔ چونکہ سرور عالم ﷺ کا وجود مبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر خصوصی انعام ہے۔ لہٰذا امت بطور یاد احسان الٰہی آپ ﷺ کے یوم ولادت کے موقعہ پر محافل میلاد کا انعقاد کرتی ہے۔

یہ سلسلۂ خوشی انفرادی و اجتماعی سطح پر کسی نہ کسی صورت میں امت میں چلا آرہا تھا حکومتی سطح پر جس ایک حاکم نے اسے منایا ان کا اسم گرامی ابوسعید مظفرالدین احمد بن علی کوکبری (۶۳۰ ھ) ہے۔ اس پر تمام مورخین اسلام کا اتفاق ہے کہ یہ حاکم نہایت ہی صالح' بہادر' سخی اور عادل ہیں۔

ہمارے ہاں چونکہ ضد اور ہٹ دھرمی' اس قدر پیدا ہو چکی ہے کہ دیانت داری کا فقدان محسوس ہوتا ہے مثلاً اسی حاکم اور اس دور کے عظیم محدث حافظ ابوالخطاب عمر بن دحیہ کلبی (التنویر فی مولدالسراج المنیر کے مصنف) کے بارے میں بعض نے جو کچھ لکھا ہے وہ نہایت ہی یکطرفہ کاروائی ہے۔ کاش ہم اپنی ضدوں سے بالاتر ہو کر حقائق سامنے لانا اپنا فریضہ بناتے تو آج امت کے لئے پریشانیاں لاحق نہ ہوتیں۔

مثلاً مولانا سرفراز خان صفدر نے ''مجلس میلاد کی تاریخ'' کے عنوان کے تحت لکھا۔

پوری چھ صدیاں گزر چکی تھیں کہ اس بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ سنا یہ نہ تو کسی صحابی کو سوجھی نہ تابعی کو نہ کسی محدث کو اور نہ فقیہہ کو نہ کسی بزرگ کو اور نہ کسی ولی کو یہ بات اگر سوجھی تو ایک مسرف بادشاہ کو اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی کو۔ یہ بدعت ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں مظفر الدین کوکبری بن اربل (المتوفی ۶۳۰ھ) کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرف اور دین سے بے پرواہ بادشاہ تھا۔

(دیکھئے۔ ابن خلکان وغیرہ)

آگے چل کر لکھا۔

رعایا کی سادگی اور مذہبی شوق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس نے اپنی ملکی سیاست کو محفوظ کیا اور حظ نفس کے لئے راستہ ہموار کیا اور جواز میلاد پر کتاب لکھنے والا وہ دنیا پرست مولوی اس کو مل گیا جس کی گندی اور ناپاک زبان سے سلف صالحین بھی نہ چھوٹے .... اس چالاک بادشاہ اور ہوشیار مولوی کے ساتھ وہ بے چارے پیر اور صوفی بھی مل گئے۔ جو دین کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے...... پھر جب بادشاہ اور ماہر نفسیات مولوی اور سادہ قسم کے صوفیا اس کام کو دین کا نام بتا کر عوام سے اپیل کریں تو عوام بے چارے اس میں کیوں نہ پھنسیں۔

(راہ سنت' ۱۶۲ تا ۱۶۳)

محترم مبشر لاہوری کہتے ہیں۔

اربل کا یہ حاکم ابوسعید کوکبری، مظفر الدین کوکوری کے لقب سے معروف تھا ۵۸۶ ہجری میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسے اربل کا گورنر مقرر کیا مگر یہ بے دین، عیاش اور ظالم و سرکش ثابت ہوا جیسا کہ یاقوت حموی کہتے ہیں..........

آگے 'بدعت میلاد اور نفس پرست علماء' کے عنوان کے تحت لکھا۔

اس پر طرہ یہ کہ بعض خود غرض مولویوں نے بادشاہ وقت کی ان تمام خرافات کو عین شریعت اور کار ثواب قرار دے دیا۔

چنانچہ عمر بن حسن المعروف ابن دحیہ نامی ایک مولوی نے 'التنویر فی مولدالبشیر النذیر' نامی کتاب لکھی جس میں کتاب و سنت کے نصوص کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اور انہیں تاویلات باطلہ کا لبادہ اوڑھا کر عید میلاد کو شرعی امر ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ملاحظہ ہوالبدایہ..........

(ماہنامہ محدث لاہور جون ۲۰۰۳)

مولانا سعید الرحمٰن علوی نے لکھا۔

''صدیوں بعد ۶۰۴ میں موصل کے ایک حکمران مظفر الدین کوکبری بن اربل نے یہ دھندہ شروع کیا یہ ذات شریف کون تھی فضول خرچ بادشاہ''

علامہ ذہبی دول الاسلام صفحہ ۱۰۳ جلد ۲ پر لکھتے ہیں۔

''جس دنیا پرست مولوی نے اسے اس کام پر لگایا اس کا نام عمر بن دحیہ ابوالخطاب تھا۔''

(ماہنامہ نصرت العلوم، مئی ۲۰۰۴ء)

حقائق کچھ اور ہیں

بندہ نے جب ان دونوں (حاکم و عالم) شخصیات کے بارے میں مطالعہ کیا تو حد یقین تک محسوس کیا کہ یہ حضرات نہایت ہی مظلوم ہیں۔ جو مخالفین میلاد نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ آیئے ان حقائق کا مطالعہ کرتے ہیں۔

شاہ اربل کا تعارف

پہلے ہم شاہ اربل' اس کے بعد عالم اسلام کے عظیم محدث شیخ ابوالخطاب عمر بن حسن بن دحیہ کلبی کا تذکرہ کریں گے اور ان پر وارد کردہ اعتراضات کا جائزہ لیں گے۔

سب سے زیادہ اس بادشاہ کے بارے میں معلومات رکھنے والی شخصیت نامور مورخ امام ابوالعباس قاضی شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸ھ، ۶۸۱ھ) کی ہے لہذا انہیں سے گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

ا۔ شیخ ابن خلکان کے مشاہدات

انہوں نے اس عادل حاکم کے بارے میں جو لکھا ہے وہ نہایت ہی اہم اور قابل توجہ اس لئے بھی ہے کہ انہوں نے جو لکھا وہ کسی سے سنا ہوا نہیں بلکہ وہ ان کا مشاہدہ ہے جس کی تصریح خود انہوں نے ان الفاظ میں کر دی ہے۔ فرماتے ہیں۔

ولو استقصيت في تعداد محاسنه لطال الكتاب، وفي شهرة معروفه غنية عن الاطالة وليعذر الواقف على هذه الترجمة ففيها تطويل، ولم يكن سببه الاماله علينا من الحقوق التي لانقدر على القيام بشكر بعضها ولو عملنا مهما عملناه و شكر المنعم واجب، فجزاه الله عنا احسن الجزاء، فكم له علينا من الأيادي، ولاسلافه على اسلافنا من الانعام، والانسان صنيعة الاحسان و مع الاعتراف بجميله فلم اذكر عنه شياء على سبيل المبالغة بل كل ما ذكرته عن مشاهدة و عيان و ربما حذفت بعضه طلبا الايجاز

(وفیات الاعیان، ۳۔۵۳۹)

اگر میں ان کے تمام محاسن نقل کروں تو کتاب طویل ہو جائے گی اور ان کی نیکیوں کی شہرت بھی طوالت سے مانع ہے۔ ہم نے جو ان کے اس قدر طویل حالات لکھے ہیں ہم معذور ہیں کیونکہ ان کا سبب فقط ان کے ہم پر ایسے حقوق ہیں جن میں سے ہم بعض کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتے خواہ ہم کتنا بھی زور لگائیں اور منعم کا شکر ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انہیں خوب جزا عطا فرمائے۔ ہم پر ان کے بڑے احسانات ہیں ہمارے اسلاف پر ان کے اسلاف کے انعامات ہیں اور انسان احسان کا بندہ ہے، ان کے محاسن کے اعتراف کے باوجود میں نے کوئی شے ان سے بطور مبالغہ نہیں لکھی بلکہ جو کچھ لکھا ہے یہ میرا اپنا مشاہدہ اور دیکھا ہوا ہے اور میں نے بہت سی چیزوں کو اختصار کی خاطر حذف کر دیا ہے۔

چند اقتباسات

آیئے ان کے اقتباسات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔
ان کے والد زین الدین علی کوجک جب فوت ہوئے تو ملک مظفر الدین کی عمر چودہ سال تھی۔ یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس چلے گئے وہاں انھوں نے اہم خدمات کی وجہ سے اپنا خوب مقام بنا لیا۔

شهد مع صلاح الدين مواقف كثيرة وابان فيها عن نجدة وقوة نفس وعزمة وثبت في مواضع لم يثبت فيها غيره على ماتضمنته تواريخ العماد الاصبهانی و بهاء الدين بن شداد وغيرهما و شهرة ذلك تغني عن الاطالة فيه ولولم يكن له الاوقعة حطين لكفته فانه وقف هو وتقى الدين صاحب حماة وانكسر العسكر باسره ثم لما سمعوا بوقوفهما ترجعوا حتى كانت النصرة للمسلمين وفتح الله سبحانه عليهم

یہ سلطان صلاح الدین کے ساتھ کثیر معرکوں میں شریک ہوئے اور وہاں شجاعت، زیرکی اور پرعزم ہونے کے ایسے جوہر دکھائے اور ایسی جگہ یہ کھڑے رہے کہ کوئی دوسرا کھڑا نہ رہ سکا جیسا کہ تواریخ عماد اصبہانی، بہاء الدین بن شداد اور دیگر میں موجود ہے۔ ان چیزوں کا مشہور ہونا طوالت سے بے نیاز کر دیتا ہے اگر واقعہ حطین کے علاوہ کوئی اور فضیلت نہ بھی ہو تو یہی کافی ہے کہ وہاں وہ اور صاحب حماۃ تقی الدین ہی ثابت قدم رہے باقی تمام لشکر بھاگ نکلا جب انہوں نے ان دونوں کی ثابت قدمی سنی تو لوٹ آئے حتیٰ

کہ مسلمانوں کی مدد ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

سلطان صلاح الدین ایوبی فتح کے بعد مقام عکا پر تھے تو اربل کا بادشاہ زین الدین یوسف (کوکبری کے بھائی) مبارک بار دینے کے لئے آئے وہیں بیمار ہوئے اور ۵۸۶ھ میں فوت ہوئے تو سلطان سے مظفر الدین کوکبری نے اپنے والد کے شہر اربل کی حکمرانی مانگی تو سلطان نے نہ صرف اربل بلکہ اس کے ساتھ شہر زور کا اضافہ کر دیا تو یہ ماہ ذوالحج ۵۸۶ھ میں اربل کے حکمران بنے۔

ان کی خوبصورت سیرت

واما سیرتہ فلقد کان لہ فی فعل الخیرات غرائب لم یسمع ان احداً فعل فی ذلك ما فعلہ لم یکن فی الدنیا شئ احب الیہ من الصدقة' کان لہ کل یوم قناطیر مقنطرة من الخبز یفرقھا علی المحاویج فی عدة مواضع من البلد یجتمع فی کل موضع خلق کثیر یفرق علیھم فی اول النھار' وکان اذا نزل من الرکوب یکون قد اجتمع عند

ان کی سیرت و کردار کا کیا کہنا' انھوں نے اس قدر اعلیٰ وعمدہ نیک کام کئے ہیں کہ ایسے کام کسی کے نہیں سنے۔ دنیا میں صدقات سے بڑھ کر انھیں کوئی شے محبوب ہی نہ تھی۔ ہر روز شہروں کے متعدد مقامات میں محتاجوں کے لئے بھاری مقدار میں غلہ اور روٹی تقسیم کی جاتی۔ اس لئے ہر جگہ صبح کے وقت وہاں کثیر مخلوق جمع ہو جاتی جب وہ گھر واپس سواری سے اترتے تو اس موقعہ پر بھی کثیر

الدار خلق كثير فيدخلهم اليه ويدفع لكل واحد كسوة على قدر الفصل من الشتاء والصيف او غير ذلك ومع الكسوة شيء من الذهب من الدينار والاثنين والثلاثة واقل واكثر' وكان قد بنٰى اربع خانقاهات للزمنى والعميان وملائها من هذين الصنفين' وقرر لهم مايحتاجون اليه كل يوم' وكان يأتيهم بنفسه في كل عصرية اثنين وخميس ويدخل عليهم' ويدخل الى كل واحد في بيته' وبسأله عن حاله وبتفقد بشيء من النفقة' وينتقل الى الآخر' وهكذا حتى يدور على جميعهم' وهو يباسطهم ويمزح معهم ويجبر قلوبهم' وبنى دارا للنساء الارامل' ودار اللصغار الايتام' ودارا للملاقيط رتب بهم جماعة من المراضع' و

لوگوں کا ہجوم ہوتا تو ہر ایک کو موسم سرما و گرما کے مطابق کپڑے اور ان کے ساتھ ایک' دو' تین اور کم وبیش سونے کے دینار بھی دیتے۔ معذور اور نابینا لوگوں کے لئے چار خانقاہیں و مراکز تعمیر کروائیں۔ جو ان سے آباد و بھرے رہتے اور انہیں وہاں ہر روز ضرورت کی اشیاء مہیا ہوتیں' یہ پیر اور جمعرات کو بوقت عصر خود تشریف لے جاتے' ہر ایک کے پاس کمرہ میں جاتے حال پوچھتے اور پوچھتے کسی شے کی ضرورت تو نہیں اسی طرح پھر دوسرے حتیٰ کہ تمام کے پاس جاتے ان کے ساتھ خوش طبعی اور مزاح کی صورت میں ان کے دلوں کو خوش کرتے۔ بیوگان کے لئے الگ مرکز' یتامیٰ کے لئے الگ مرکز اور لاوارث بچوں کے لئے مرکز بنوائے' وہاں بچوں کو دودھ پلانے والی خواتین تک کا انتظام تھا۔ ہر ہر مرکز کی ضروریات

كل مولود يلتقط يحمل اليهن فيرضعنه واجرى على اهل كل دار مايحتاجون اليه فى كل يوم' وكان يدخل اليها فى كل وقت ويتفقد احوالهم ويعطيهم النفقات زيادة على المقررلهم' وكان يدخل الى البيمارستان و يقف على مريض مريض وبسأله عن مبيته و كيفية حاله وما يشتهى و كان له دار مضيف يدخل اليها كل قادم على البلد من فقيه اوفقير او غيرهما' و على الجملة فما كان يمنع منها كل من قصد الدخول اليها' ولهم الراتب الدار' فى الغداء والعشاء' واذا عزم الانسان على السفر اعطوه نفقة على ما يليق بمثله' و بنى مدرسة رتب فيها فقهاء الفريقين من الشافعية والحنفية' وكان كل وقت يأتيها بنفسه' و يعمل السماط

کو بھرپور کوشش کر کے پورا کیا جاتا۔ بار بار خود بھی ان مراکز کا دورہ کرتے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی یہاں تک کوشش کرتے کہ مقرر فنڈ سے زیادہ ان پر خرچ کرتے بیماروں کے لیے ہسپتال بنوائے۔ وہاں جاتے ہر ایک مریض سے مزاج پوچھتے تمہاری رات کیسے گزاری' تمہاری صحت کیسی ہے؟ کونسی چیز کھانا پسند کرو گے؟ مہمان خانے بنوائے وہاں پر ہر کوئی آسکتا تھا خواہ وہ عالم وفقیہ ہو یا فقیر وغیرہ یعنی وہاں کسی کے داخلہ پر پابندی نہ تھی۔صبح و شام اٹینڈ کرنے والے لوگ موجود ہوتے۔ جب کوئی انسان سفر کا ارادہ کرتا تو اس کے حسب ضرورت سفر خرچ بھی عنایت فرماتے۔ مدرسہ قائم کیا جس میں شوافع و احناف علماء وفقہاء مقرر کیے وہاں تو ان کا اکثر آنا جانا رہتاان کا لنگر وہاں تھا'

بها ويبيت بها ويعمل السماع،
فاذا طاب و خلع شيأ من ثيابه،
سير للجماعة بكرة شياء من
الانعام، ولم يكن له لذة سوى
السماع، فانه كان لا يتعاطى
المنكر ولايمكن من ادخاله
الى البلد، وبنى للصوفية
خانقاهين، فيهما خلق كثير من
المقيمين والواردين، ويجتمع
فى ايام المواسم فيها من
الخلق مايعجب الانسان من
كثرتهم، ولهما اوقاف كثيرة
تقوم بجميع ما يحتاج اليه
ذلك الخلق، ولا بدعند سفر
كل واحد من نفقة يأخذها، و
كان ينزل بنفسه اليهم ويعمل
عندهم السماعات فى كثير من
الاوقات. وكان يسير فى كل
سنة دفعتين جماعة من امنائه
الى بلاد الساحل ومعهم جملة
مستكثرة من المال يفتك بها
اسرى المسلمين من أيدى

رات وہاں بسر کرتے اور سماع و
اچھا کلام سنتے۔ جب خوش ہوتے
تو اپنی خلعت اتار کر اہل کلام کو
بطور انعام دیتے اور انہیں سوائے
سماع (اچھا کلام سننے) کے کسی
میں لذت نہ تھی کیونکہ وہ برائی کو
پنپنے نہیں دیتے تھے بلکہ ان کے
شہر میں برائی داخل ہی نہ ہو پاتی۔
صوفیہ کرام کے لئے دو خانقاہیں
بنوائیں ان میں کثیر مخلوق اور
مسافر مقیم رہتے۔ مختلف اوقات
اور موسموں میں وہاں اتنے لوگوں
کی موجودگی پر تعجب ہوتا اور ان
دونوں مراکز کے لئے کثیرا اوقاف
تھے جن سے وہاں مخلوق کی
ضروریات کو پورا کیا جاتا واپسی
کے لئے بھی خرچہ دیا جاتا۔ خود
وہاں آتے اور اکثر اوقات محفل
سماع کا انعقاد کرتے۔ ہر سال دو
دفعہ بلاد ساحل کی طرف اپنے
امین نمائندوں کو بھیجتے جو فدیہ لے
کر جاتے اور کفار سے مسلمان

الكفار، فاذا وصلوا اليه اعطى كل واحد شيئاً وان لم يصلوا فالامناء يعطونهم بوصية منه في ذلك وكان يقيم في كل سنة سبيلًا للحاج، ويسير معه اليه في الطريق، ويسير صحبته امينا معه خمسة او ستة آلاف دينار ينفقها بالحرمين على المحاويج وارباب الرواتب، وله بمكة، حرسها الله تعالىٰ، آثار جميلة وبعضها باقي الى الآن، وهو اول من اجرى الماء الى جبل عرفات ليلة الوقوف، وغرم عليه جملة كثيرة و عمر بالجبل مصانع للماء فان الحجاج كانوا يتضررون من عدم الماء و بنى له تربة ايضاً هنالك.

واما احتفاله بمولد النبي صلى الله عليه وسلم، فان الوصف يقصر عن الاحاطة به، لكن نذكر طرفاً منه: وهو ان اهل

قیدیوں کو آزاد کرواتے اگر وہ قیدی ان کے پاس آتے تو خود ان کی خدمت کرتے ورنہ نمائندے حسب حکم ان کی خدمت کر دیا کرتے اور ہر سال حجاج کے لئے سبیل قائم کرتے اور اس کے ساتھ راستہ کی تمام ضروریات بھجواتے، ساتھ نمائندے جاتے جو پانچ یا چھ ہزار دینار، حرمین کے ضرورت مندوں اور خادمین پر خرچ کرتے۔ ان کی مکہ المکرمہ میں نہایت ہی اعلیٰ خدمات ہیں۔ کچھ ان میں سے ابھی تک باقی ہیں۔ یہی پہلے حاکم ہیں جنہوں نے وقوف عرفہ کے لئے عرفات میں پانی کا انتظام کیا اور اس میں کثیر رقم خرچ کی۔ جبل عرفات میں پانی کا کارخانہ لگایا کیونکہ حجاج عدم پانی کی وجہ سے نہایت ہی پریشان ہوتے۔ انھوں نے اپنے لئے وہاں قبر بھی بنوائی تھی۔ رہا ولادت نبوی ﷺ کے خوشی

البلاد كانوا قد سمعوا بحسن اعتقاده فيه فكان في جميع ماتدعو حاجة المسافر كل سنة يصل اليه من البلاد القريبة من اربل. مثل بغداد والموصل والجزيرة وسنجار ونصيبين وبلاد العجم وتلك النواحي. خلق كثير من الفقهاء والصوفية والوعاظ و القراء والشعراء ولا يزالون يتواصلون من المحرم الى اوائل شهر ربيع الأول، ويتقدم مظفر الدين بنصب قباب من الخشب كل قبة اربع او خمس طبقات، ويعمل مقدار عشرين قبة واكثر، منهاقبة له، والباقي للأمراء وأعيان دولته لكل واحد قبة، فاذا كان أول صفر زينوا تلك القباب بأنواع الزينة الفاخرة المستجملة وقعد في كل قبة جوق من المغاني و جوق من أرباب

میں ان کا محفل میلاد سجانا اس کا بیان تو احاطہ سے باہر ہے۔ کچھ کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔ تمام علاقوں اور شہروں کے لوگ ان کے اس حسن اعتقاد سے آگاہ تھے تو ہر سال اربل کے قریبی شہروں مثلاً بغداد، موصل، جزیرہ، نصیبین، بلاد عجم اور دیگر علاقوں سے کثیر لوگ، فقہاء صوفیہ، واعظین، قراء اور شعراء ان کے ہاں آتے یہ سلسلہ آمد محرم سے ربیع الاول کے شروع تک جاری رہتا۔ یہ ان کے لئے قباب تیار کرواتا، ان کے مختلف طبقات ہوتے اور ان میں سے ایک قبہ خود اس کا بھی ہوتا، باقی دیگر اصحاب منصب کے لئے ہوتے ابتدا صفر سے ان قباب کو مزین کروایا جاتا پھر ہر طبقہ میں اچھا کلام پڑھنے والے خاکے اور لطائف بیان کرنے اور اصحاب مزاحیہ کی جماعت مہیا کی جاتی ہر قبہ کا کوئی طبقہ اس سے خالی نہ

الخیال ومن اصحاب الملاھی، ولم یترکوا طبقة من تلك الطباق فی کل قبه حتی رتبوا فیھا جوقاً وتبطل معایش الناس فی تلك المدة، وما یبقی لھم شغل الا التفرج و الدوران علیھم، وکانت القباب منصوبة من باب القلعة الی باب الخانقاہ المجاورة للمیدان، فکان مظفر الدین ینزل کل یوم بعد صلاة العصر ویقف علی قبة قبة الی آخرھا، ویسمع غناء ھم، ویتفرج علی خیالاتھم وما یفعلونه فی القباب، ویبیت فی الخانقاہ و یعمل السماع ویرکب عقیب صلاة الصبح یتصید، ثم یرجع الی القعلة قبل الظھر، ھکذا یعمل کل یوم الی لیلة المولد، وکان یعمله سنة فی ثامن الشھر، وسنة فی الثانی عشر لاجل الاختلاف الذی فیه،

ہوتا۔
ان دنوں عام تعطیل ہوتی لوگ یہاں ہی خوشی و تفریح کے لیے آتے جاتے۔ یہ قباب اس باب قلعہ کے سامنے خانقاہ تک ہوتے جو میدان سے متصل تھی مظفر الدین ہر روز عصر کے بعد یہاں آتے اور ہر ہر قبہ میں ٹھہرتے اور وہاں اچھا کلام سنتے ان کے خیالات و افکار وغیرہ سن دیکھ کر بہت خوش ہوتے، رات خانقاہ میں بسر کرتے اور محفل سماع سجاتے۔ نماز فجر کے بعد شکار کھیلنے جاتے۔ قبل از ظہر قلعہ واپس آجاتے۔ شب میلاد تک ان کا یہی معمول ہوتا۔تاریخ میلاد میں اختلاف کی وجہ سے کسی سال وہ آٹھ اور کسی سال بارہ ربیع الاول کو محفل منعقد کیا کرتے۔ شب میلاد سے دو دن پہلے وہ ان گنت اونٹ، بکریاں اور گائے ڈھول باجوں کے ساتھ لے کر میدان

فاذا كان قبل المولد بيومين اخرج من الابل والبقر والغنم شياء كثيراً زائداً عن الوصف وزفها بجميع ما عنده من الطبول والمغاني والملاهي حتى يأتى بها الى الميدان' ثم يشرعون فى نحرها' وينصبون القدور ويطبخون الألوان' المختلفة فاذا كانت ليلة المولد عمل السماعات بعد ان يصلى المغرب فى القلعة ثم ينزل و بين يديه من الشموع المشتعلة شىء كثير وفى جملتها شمعتان او اربع. اشك فى ذلك. من الشموع الموكبية التى تحمل كل واحدة منها على بغل' و من ورائها رجل يسندها وهى مربوطة على ظهر البغل حق ينتهى الى الخانقاه فاذا كان صبيحة يوم المولد انزل الخلع من القلعة الى الخانقاه على

میں آتے وہاں انہیں ذبح کیا جاتا اور پھر انھیں مختلف انداز میں پکایا جاتا۔

شب میلاد قلعہ میں نماز مغرب کے بعد بزم سماع سجتی۔ پھر وہاں سے اترتے تو ان کے آگے کثیر شمعیں روشن ہوتیں' ان میں سے دو یا چار' مجھے شک ہے' شمعیں خچروں پر ہوتیں جنہیں ایک آدمی سہارا دے رہا ہوتا اور وہ خچروں کے پشت پر بندھی ہوتیں حتیٰ کہ خانقاہ تک پہنچتے' جب صبح میلاد آتی تو قلعہ سے تمام خلعتیں اور سامان جماعت صوفیہ کے ہاتھوں یوں منتقل ہوتا کہ ہر شخص کے ہاتھ میں تھیلا ہوتا اور تمام لائن میں ہوتے۔ اس قدر چیزیں وہاں سے لاتے کہ میں انہیں شمار نہیں کر سکتا۔ پھر خانقاہ میں بادشاہ تشریف فرما ہوتے وہاں بڑے بڑے علماء روسا اور ایک گروہ سفید لباس میں ہوتے۔ وعظ و نصیحت کرنے

ايدى الصوفية ، على يدكل
شخص منهم بقجة، وهم
متتابعون كل واحد وراء
الآخر، فينزل من ذلك شئ
كثير لا اتحقق عدده، ثم ينزل
الى الخانقاه و تجتمع الاعيان
والرؤساء وطائفة كبيرة من
بياض الناس، وينصب
كرسى للوعاظ، وقد نصب
لمظفر الدين برج خشب له
شبابيك الى الموضع الذى فيه
الناس والكرسى ، شبابيك اخر
للبرج ايضاً الى الميدان، وهو
ميدان كبير فى غاية الاتساع،
ويجتمع فيه الجند ويعرضهم
ذلك النهار، وهو تارة ينظر الى
ض الجند و تارة الى الناس
والوعاظ، ولا يزال كذلك حتى
عريفرغ الجند من عرضهم ،
فعند ذلك يقدم السماط فى
الميدان للصعاليك، ويكون
سماطاً عاماً فيه من الطعام

والے علماء کے لئے کرسی رکھی
جاتی، مظفر الدینؒ کے لئے لکڑی کا
یوں برج بنایا جاتا کہ اس میں
لوگوں اور کرسی کی طرف کھڑکیاں
ہوتیں۔اس برج میں ایک کھڑکی
میدان کی طرف بھی ہوا کرتی، وہ
میدان بہت بڑا اور نہایت ہی
وسیع تھا، اس میں لشکر بھی جمع
ہوتے اور اس دن وہ بھی سلامی
دیتے، بادشاہ کبھی لشکر کی پریڈ کی
طرف، کبھی لوگوں اور واعظین کی
طرف متوجہ ہوتے۔لشکر کی سلامی
ختم ہونے تک یہی سلسلہ جاری
رہتا اس کے بعد میدان میں فقرا
اور محتاجوں کے لئے دستر خوان
لگایا جاتا اس پر ان گنت کھانا اور
روٹی ہوتی جس کا بیان ممکن نہیں
پھر دوسرا دستر خوان خانقاہ میں ان
لوگوں کے لئے بچھتا جو کرسی کے
پاس جمع ہوتے۔بادشاہ سلامی لشکر
اور وعظ کے دوران ایک ایک
بڑے عالم وسربراہ اور وفود کو اپنے

والخبز شئ كثير لا يحد ولا يوصف' ويمد سماطاً ثانياً فى الخانقاه للناس المجتمعين عند الكرسى' وفى مدة العرض ووعظ الوعاظ يطلب واحداً واحداً من الأعيان والرؤساء والوافدين لأجل هذا الموسم ممن قدمنا ذكره من الفقهاء والوعاظ والقراء والشعراء ويخلع على كل واحد ثم يعود الى مكانه' فاذا تكامل ذلك كله' حضروا السماط وحملوا منه لمن يقع التعيين على الحمل الى داره' ولا يزالون على ذلك الى العصر اوبعدها' ثم يبيت تلك الليلة هناك' ويعمل السماعات الى بكرة' هكذا يعمل فى كل سنة' وقد لخصت صورة الحال فان الاستقصاء يطول' فاذا فرغوا من هذا الموسم تجهز كل انسان للعود الى بلده' فيدفع

پاس بلاتا جو اس موقعہ پر وہاں آئے ہوتے کیونکہ فقہا' واعظین' قراء و شعراء اس مجلس میں ہر طرف سے آیا کرتے تھے۔ انہیں بلا کر ہر ایک کو خلعت دیتا اور وہ اپنی جگہ واپس چلا جاتا۔ جب تمام کو خلعتیں و انعام دینا مکمل ہو جاتا تو یہ دستر خوان پہ آتے اور کھانا کھاتے اور پیک شدہ کھانا اپنے گھر لے جاتے۔ اور یہ سلسلہ عصر اور بعد از عصر تک جاری رہتا پھر رات وہاں ہی بسر کرتے اور صبح تک بزم سماع سجتی۔ ہر سال ان کا یہی معمول تھا۔ میں نے صورت حال کا خلاصہ کر دیا کیونکہ تمام کا احاطہ طویل ہے جب یہ محافل اختتام پذیر ہوتیں ہر آدمی اپنے اپنے شہر واپسی کا ارادہ کرتا تو ہر شخص کو خرچہ عطا کرتے۔

میں نے حرف عین کے تحت حافظ ابو الخطاب بن دحیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ اربل میں اس

لكل شخص شيئاً من النفقة، وقد ذكرت فی ترجمة الحافظ ابی الخطاب ابن دحية فی حرف العين وصوله الی اربل وعمله لكتاب (التنويرفی مولد السراج المنير) لما رأی من اهتمام مظفر الدين به، وانه اعطاه الف دينار غير ما غرم عليه مدة اقامته من الاقامات الوافرة. وكان رحمه الله متی اكل شيئاً استطابه لا يختص به، بل اذا اكل من زبدية لقمة طيبة قال لبعض الجنادرة: احمل هذا الی الشيخ فلان او فلانة ممن عندهم مشهورون بالصلاح، وكذلك يعمل فی الفاكهة والحلوی وغير ذلك من المطاعم.

وكان كريم الأخلاق كثير التواضع حسن العقيدة سالم البطانة شديد الميل الی اهل السنة والجماعة لاينفق عنده

بادشاہ سے ملے اور انہوں نے کتاب 'التنویر فی مولد السراج المنیر' لکھی کیونکہ انہوں نے مظفرالدین کو میلاد کا خوب اہتمام کرتے ہوئے پایا تھا اس پر بادشاہ نے انہیں ہزار دینار دیا یہ ان وافر عنایات کے علاوہ ہے جو مدت اقامت میں ان پر ان کی تھیں یہ بادشاہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب کوئی پسندیدہ چیز کھاتا تو اسے فقط اپنے لئے ہی مخصوص نہ کرتا بلکہ جب کوئی مثلاً دہی اچھا کھانے لگا لقمہ کھانے کے بعد ملازمین سے کہتا اسے فلاں شیخ یا فلانہ کو دو جو نیکی وتقویٰ میں لوگوں کے ہاں معروف ہوتے اس طرح کا معاملہ پھل، مٹھائی اور دیگر کھانوں میں کرتا۔

یہ بادشاہ بڑے اعلیٰ اخلاق والا، کثیر تواضع والا، اچھے عقیدے والا، اچھی رائے والا اور کٹر اہل سنت و جماعت تھے اور یہ فقہاء اور محدثین

من ارباب العلوم سوی الفقهاء
والمحدثين ومن عداهما لا
يعطيه شيئاً الا تكلفاً ، وكذلك
الشعراء لا يقول بهم ولا
يعطيهم الا اذا قصدوه فما كان
يضيع قصدهم ولايخيب امل
من يطلب بره ، وكان يميل الى
علم التاريخ، وعلى خاطره منه
شئ يذاكر به، ولم يزل، رحمه
الله تعالى: مؤيدا فی مواقفه
ومصافته مع كثرتها، لم ينقل
انه انكسر فی مصاف قط......
وكانت ولادته بقلعة الموصل
ليلة الثلاثاء السابعة والعشرين
من المحرم سنة تسع واربعين
وخمسمائة وتوفی وقت
الظهر ليلة الجمعة رابع عشر
شهر رمضان سنة ثلاثين
وستمائة بداره فی البلد التی
كانت لمملوكه شهاب الدين
قراطايا فلما قبض عليه فی
سنة اربع عشرة وستمائة

کے علاوہ دوسروں پر کم ہی خرچ
کرتے ان کے علاوہ کو مجبور ہو کر
دیتے نہ شعراء کا نام لیتے اور ہی
انہیں دیتے البتہ اگر اس کے پاس
آجاتا تو اس کے آنے کو ضائع نہ
کرتا اور کسی اچھا تعاون مانگنے
والے کو مایوس نہ کرتے اور یہ علم
تاریخ کی طرف مائل تھے اور ان
کے دل میں کچھ نہ کچھ اس سے
یاور رہتی اس بادشاہ رحمہ اللہ تعالی
کو تمام معرکوں اور میدانوں میں
کثرت کے باوجود تائید اور مدد
حاصل رہی ان کے بارے میں یہ
کہیں منقول نہیں کہ کسی میدان
میں پیچھے ہٹے ہوں۔

ان کی ولادت قلعہ موصل میں
ستائیس محرم منگل کی رات ۵۴۹ھ
میں اور ان کی وفات چودہ رمضان
جمعرات کو بوقت ظہر (۶۳۰ھ)
اسی وار میں ہوئی جو اس شہر میں
تھی جو شہاب الدین قراطایا کی
ملک تھی۔ ۶۱۴ میں انہوں نے

اخذها وصاريسكنها بعض
الأوقات، فمات، بها، ثم نقل
الى قلعة اربل ودفن بها، ثم
حمل بوصية منه الى مكة،
شرفها الله تعالىٰ، وكان قد
أعدله بها قبة تحت الجبل فى
ذيله يدفن فيها، وقد سبق
ذكرها، فلما توجه الركب الى
الحجاز سنة احدى وثلاثين
سيروه فى الصحبة، فاتفق ان
رجع الحاج تلك السنة من
لينة ولم يصلوا الى مكة، فردوه
ودفنوه بالكوفة بالقرب من
المشهد، رحمه الله تعالى
وعوضه خيراً وتقبل مباره
واحسن منقلبه. وأما زوجته
ربيعة خاتون بنت ايوب فانها
توفيت فى شعبان سنة ثلاث
واربعين وستمائة، وغالب ظني
انها جاوزت ثمانين سنة،
ودفنت فى مدرستها الموقوفة
على الحنابلة بسفع فاسيون،

حاصل کی تھی بعض اوقات وہاں
ٹھہرا کرتے تھے تو وہیں ان کا
انتقال ہوا پھر قلعہ اربل میں لا کر
دفن کردیا پھر ان کی وصیت کے
مطابق مکہ کی طرف لے جایا گیا۔
ان کے لئے پہاڑ کے دامن میں
دفن کے لئے قبہ بنایا گیا تھا اس کا
تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، جب حاجی
۶۳۱ میں حجاز کی طرف روانہ
ہوئے تو انہوں نے ساتھ اٹھا لیا تو
اتفاقاً اس سال حجاج مقام لینہ
سے واپس آ گئے اور وہ مکہ نہ پہنچ
پائے لہٰذا انہیں واپس لا کر کوفہ
میں مشہد کے قریب دفن کر دیا
گیا، اللہ تعالیٰ ان پر رحمتوں کا
نزول فرمائے اور انہیں بہتر جزا
دے، ان کی خدمات و نیکیوں کو
قبول فرمائے اور ان کا ٹھکانہ
خوبصورت ہو۔ان کی اہلیہ محترمہ
ربیعہ خاتون بنت ایوب ہیں یہ
شعبان ۶۴۳ میں فوت ہوئیں میرا
غالب گماں یہی ہے کہ ان کی عمر

وكانت وفاتها بدمشق وكو كبورى : بضم الكافين بينها واو ساكنة ثم باء موحدة مضمومة ثم واو ساكنة وبعدها راء' وهو اسم تركى معناه بالعربى ذئب ازرق.
(وفیات الاعیان: ۔۵۳۶۔۵۴۰)

۸۰ سال سے زیادہ تھی۔ یہ مقام سفح قاسیون میں اپنے وقف کردہ مدرسہ برائے حنابلہ میں دفن ہوئیں' ان کی وفات دمشق میں ہوئی۔
کوکبوری' دونوں کاف پر پیش ودرمیان میں واؤ ساکن پھر یا پر پیش اور واو ساکن اور اس کے بعد را ہے یہ ترکی لفظ ہے عربی میں اس کا معنی نیلے رنگ والا چیتا کے ہیں۔

۲۔ حافظ ابن کثیر کی سنیئے

مفسر قرآن حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) اس بادشاہ کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں' اس کا نام مظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی بن تبکتکین ہے۔

احد الاجواد والسادات الكبراء والملوك الامجاد' له آثار حسنة وقد عمر الجامع المظفرى بسفح قاسيون' وكان قدهم بسياقة الماء اليه من ماء بذيرة فمنعه المعظم من ذلك' واعتل بانه قديمر على مقابر المسلمين

یہ بزرگ بادشاہوں' بڑے سربراہوں اور سخی بادشاہوں میں سے ایک ہیں' انہوں نے بہت ہی خوبصورت کام کیے۔ کوہ قاسیوں میں اہل اسلام کے لئے بہت عظیم مسجد جامع مظفری تعمیر کروائی۔ لوگوں کی تمنا تھی کہ اس مسجد میں ذیرہ سے بصورت نہر پانی چلایا

بالسفوح، وكان يعمل المولد الشريف في ربيع الاول ويحتفل به احتفالاً هائلاً، وكان مع ذلك شهماً شجاعاً فاتكا بطلاً عاقلاً عالماً عادلاً رحمه الله واكرم مثواه، وقد صنف الشيخ ابو الخطاب ابن دحية له مجلداً في المولد النبوي سماه "التنوير في مولد البشير النذير" فاجازه على ذلك بالف دينار، وقد طالت مدته في الملك في زمان الدولة الصلاحية، وقد كان محاصراً عكاو الى هذه السنة محمود السيرة والسريرة، قال السبط: حكى بعض من حضر سماط المظفر في بعض الموالد كان يمد في ذلك السماط خمسة آلاف رأس مشوي، وعشرة آلاف دجاجة، ومائة الف زبدية، وثلاثين الف صحن حلوى، قال: وكان

جائے مگر ملک معظم نے یہ کہتے ہوئے اس سے منع کیا کہ مقام سفوح میں مسلمانوں کا قبرستان ہے اور نہر وہاں سے گزرے گی (یعنی قبرستان کیلیے حرمتی مناسب نہیں) یہ ربیع الاول میں محافل میلاد کا اہتمام کرتے ہوئے بڑی محفل سجاتے، اس کے ساتھ ساتھ یہ ذکی، بہادر، حریت فکر، جرأت مند، دانشور، فاضل اور بڑے عادل تھے۔ ان کے لئے ہی شیخ ابوالخطاب بن دحیہ نے مولد نبوی پر "التنویر في مولد البشیرا النذیر" کتاب لکھی جس پہ انہیں ہزار دینار انعام دیا۔ ان کی بادشاہی کا دور، خاندان صلاحیہ کی سلطنت میں کافی طویل ہے۔ مقام عکا میں انہوں نے کفار کو شکست دی اور اس معاملہ (کفار کے ساتھ جہاد) میں وہ نہایت ہی اعلیٰ سیرت و خدمات کے مالک ہیں۔ شیخ سبط نے محفل میلاد کے

يحضر عنده فى المولد اعيان العلماء والصوفية فيخلع عليهم ويطلق لهم ويعمل للصوفية سماعا من الظهر الى الفجر، ويرقص بنفسه معهم، وكانت له دار ضيافة للوافدين من اى جهة على اى صفة، وكانت صدقاته فى جميع القرب والطاعات على الحرمين وغيرهما، وينفك من الفرنج فى كل سنة خلقا من الاسارىٰ، حتىٰ قيل ان جملة من استفكه من ايديهم ستون الف اسير، قالت زوجته ربيعة خاتون بنت ايوب. وكان قد زوجه اياها اخوها صلاح الدين، لما كان معه على عكا قالت: كان قميصه لا يساوى خمسة دراهم فعاتبته بذلك فقال: لبسى ثوبا بخمسة واتصدق بالباقى خير من ان البس ثوباً مثمنا وادع الفقير

موقعہ پر ملک مظفر کے دستر خوان پہ بیٹھنے والے ایک آدمی سے بیان کیا کہ اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکرے، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ دہی کے پیکٹ، تیس ہزار حلوہ اور مٹھائی کی پراتیں ہوتی تھیں۔ ان کی محفل میلاد میں اس وقت کے بڑے بڑے علماء و صوفیاء شریک ہوتے۔ انہیں اعلیٰ پوشاک اور انعامات دیتے۔ صوفیا کے لئے ظہر سے فجر تک سماع (اچھا کلام) سننے کا اہتمام کرتا اور صوفیہ کے ساتھ خود بھی کلام سن کر وجد و سرور میں آتا۔ انہوں نے ہر طرف سے آنے والے ہر کسی کے لئے مہمان خانے بنا رکھے تھے۔ تمام فلاحی نیک کاموں و دینی معاملات میں اس کے صدقات کا دائرہ حرمین اور دیگر مقامات تک پھیلا ہوا تھا۔ ہر سال انگریز سے کثیر قیدیوں کو آزاد کرواتے حتیٰ کہ منقول ہے

المسکین ، وکان یصرف علی المولد فی کل سنة ثلاثمائة الف دینار ، وعلی دار الضیافة فی کل سنة مائة الف دینار ، و علی الحرمین والمیاه بدرب الحجاز ثلاثین الف دینار سوی صدقات السر ، رحمه الله تعالیٰ ، وکانت وفاته بقلعة اربل ، واوصٰی ان یحمل الی مکة فلم یتفق فدفن بمشهد علی

(البدایہ والنھایہ: ۱۳۔۱۴۷)

ان آزاد کردہ لوگوں کی تعداد ساٹھ ہزار ہے۔ ان کی بیوی خاتون ربیعہ بنت ایوب (صلاح الدین ایوبی کی ہمشیرہ ہیں، ان کا رشتہ مقام عکا پر ان کی خدمات کی وجہ سے انہوں نے ان سے کروایا تھا) بتاتی ہیں، ان کی قمیض کی قیمت پانچ درہم کے برابر نہ تھی جس پہ میں نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ آپ قیمتی لباس کیوں نہیں پہنتے؟ تو فرمانے لگے میرا پانچ درہم کے مساوی لباس پہننا اور باقی رقم کا صدقہ کرنا یہ اس سے کہیں بہتر کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقرا و مساکین کو حالت محتاجی میں چھوڑ دوں، میلاد پر ہر سال تین لاکھ دینار اور مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار، حرمین اور حجاز میں پانی کے انتظامات پر تیس ہزار درہم خرچ کرتے اور یہ ان کے مخفی و سری صدقات کے علاوہ ہیں اللہ تعالیٰ کی ان پر خوب رحمتیں

ہوں۔ ان کی وفات قلعہ اربل میں ہوئی اور انہوں نے مکہ دفن کرنے کی وصیت کی مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس انہیں دفن کیا گیا۔

امام ذہبی اور تعارف حاکم

امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸) اس بادشاہ کا تعارف یوں لکھتے ہیں؛ مظفر الدین صاحب اربل ملک معظم ابوسعید کوکبوری بن امیر زین الدین علی بن کوجک ترکمانی' کوجک کا معنی لطیف قد والا ہے۔

ولی مظفر الدین مملكة اربل بعد موت ابيه فی سنة ثلاث و ستين وله اربع عشرة سنة. فتعصب عليه اتابكه مجاهد الدين قيماز و كتب المحضر انه لا يصلح للملك لصغره. واقام اخاه يوسف. ثم سكن حران مدة. ثم اتصل بخدمة السلطان صلاح الدين وتمكن منه وتزوج بأخته ربيعة واقفة مدرسة الصاحبة. وشهد معه عدة مواقف أبان فيها عن

یہ مظفر الدین' مملکت اربل کے اپنے والد کے مرنے کے بعد سن ۵۶۳ھ میں چودہ سال کی عمر میں والی بنے۔ اس پر اتابک مجاہد الدین قیماز نے تعصب برتا اور خلیفہ کو لکھا یہ صغرسنی کی وجہ سے سربراہ مملکت کے اہل نہیں لہٰذا ان کے بھائی یوسف کو سربراہ بنا دیا گیا تو یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس چلے گئے اور وہاں انہوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا تو سلطان نے اپنی بہن ربیعہ کا نکاح

شجاعة واقدام. وكان حينئذ على امرة حران والرها فقدم اخوه يوسف منجداً لصلاح الدين فاتفق موته على عكا. فأعطى السلطان صلاح الدين لمظفر الدين اربل وشهرزور ' وأخذ منه حران والرها. ودامت أيامه الى هذا العام. وكان من أدين الملوك واجودهم واكثرهم برا و معروفاً على صغر مملكته' وكان يضرب المثل بما ينفقه كل عام فى المولد. وله مدرستان ' وأربع خوانك ' ودار الأرامل' ودار الايتام' ودار اللقطاء ' ومارستان وغير ذلك ' توفى فى رابع عشر رمضان.

(العبر فی خبر من غبر: ۲-۲۲۴)

ان کے ساتھ کیا۔ اس خاتون نے مدرسہ صاحبہ وقف کیا تھا۔ یہ سلطان کے ساتھ کئی جنگوں و معرکوں میں شریک ہوئے جن میں انہیں اپنی شجاعت اور دشمن کے خلاف جوہر دکھانے کا موقعہ ملا۔ اس وقت وہ حران اور الرّہا کے گورنر بھی تھے۔ ان کے بھائی یوسف مقام عکا میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی معاونت کے لئے آئے ہوئے تھے وہاں وہ فوت ہوئے تو سلطان نے مظفر الدین کو اربل و شہرزور حوالے کر کے حران والرّہا ان سے واپس لے لیے تاکہ یہ اپنے والد کی جگہ سنبھال سکیں تو اب اس سال ۶۳۰ تک وہی حکمران ہیں یہ بادشاہوں میں نہایت ہی دیندار نیک و صالح' سب سے سخی' کثرت کے ساتھ نیک کام کرنے والے' چھوٹی سلطنت کے باوجود نہایت ہی مشہور ہیں' ہر سال میلاد پر خرچ

کرنے میں اپنی مثال تھے۔
انہوں نے خدمت دین کے لئے
دو مدارس قائم کئے' چار مہمان
خانے بیوگان اور یتامی کے لئے
الگ الگ دارالکفالہ گمشدہ
لاوارث اور بوڑھوں کے لئے
مراکز وغیرہ بنائے ان کا وصال
چودہ رمضان میں ہوا۔

امام ذہبی نے ہی تاریخ اسلام میں ان کا تعارف ان الفاظ میں لکھا ہے۔

کوکبوری بن علی بن سبکتین بن محمد سلطان ملک معظم مظفر الدین ابوسعید بن صاحب اربل امیر زین الدین ابوالحسن علی کوجک ترکمانی' کوجک' عجمی لفظ بمعنی چھوٹا خوبصورت قد ہے۔ یہ علی کوجک' بہادر' ذکی اور بلاد کثیر کے مالک تھے۔ انہوں نے وہ تمام شہر صاحب موصل ملک قطب الدین مودود کی اولاد پہ تقسیم کر دیے یہ نہایت ہی قوی اور طویل عمر کے مالک تھے۔انہوں نے اور امیر الدین شیر کوہ بن شاذی نے ۵۵۵ میں حج کیا اور ۵٦۰ کے آخر میں اربل میں فوت ہوئے۔ انہوں نے موصل میں مدرسہ قائم کیا اور بہت سارے اوقاف بھی' جب یہ فوت ہوئے تو ان کے بیٹے مظفر الدین سربراہ بنے ان کی عمر اس وقت چودہ سال تھی۔ ان کا اتا بک مجاھد الدین قیماز تھا اس نے تعصب برتتے ہوئے سلطان کو لکھا ان میں مملکت چلانے کی صلاحیت نہیں۔ سلطان نے خلیفہ سے مشورہ کے بعد ان کی جگہ ان کے بھائی زین الدین یوسف بن علی کو سربراہ بنا دیا اور انہیں ان شہروں

سے معزول کر دیا ہے بغداد پہنچے لیکن لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے پھر موصل آئے وہاں کے سربراہ ملک سیف الدین غازی بن مودود نے شہر حران ان کے سپرد کر دیا وہاں کچھ مدت رہے پھر یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کی خدمت میں چلے گئے وہاں انھوں نے بڑی قربانی دے کر ان کے ہاں مقام پیدا کر لیا تو سلطان نے ان کی مملکت میں اضافہ کرتے ہوئے ۵۷۸ میں الرھا بھی ان کے سپرد کرتے ہوئے اپنی بہن ربیعہ خاتون کا نکاح بھی ان سے کر دیا جو پہلے سعد الدین مسعود بن امیر معین الدین کے نکاح میں تھیں اور وہ ۵۷۱ میں فوت ہوئے۔

ملک مظفر الدین' سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ کثیر معرکوں میں شریک ہوئے جس میں انہوں نے اپنی خوبیوں اور بہادری کے خوب جوہر دکھائے اور حطین کے معرکہ میں تو وہی ثابت قدم رہے۔ پھر ان کے بھائی زین الدین یوسف علیؒ سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس مبارک اور اربل کی طرف سے تعاون کے لئے مقام عکا آئے تو بیمار ہو گئے اور وہیں ۵۸۶ ھ رمضان میں فوت ہو گئے تو سلطان صلاح الدین ایوبی نے مظفر الدین کو حران اور الرھا چھوڑ دینے کا کہا۔ اور انہیں اربل (ان کے والد کا شہر) اور شہر زور کا سربراہ و والی بنا دیا تو اسی سال کے آخر میں وہ اربل آ گئے۔

قاضی شمس الدین (ابن خلکان) نے ان کا تذکرہ اور ان کی خوب تعریف کرتے ہوئے کہا۔

لم يكن شئى احب اليه من الصدقة	انہیں صدقہ سے بڑھ کر کوئی شئے محبوب نہ تھی

ان کی طرف سے ہر روز خبز و روٹی کے ذخائر تقسیم کیے جاتے۔ ہر

سال خلق کو کپڑے اور ان کے ساتھ ایک دو دینار بھی دیتے۔ اپاہج اور نابینا لوگوں کے لئے چار مراکز قائم کر رکھے تھے جو ان سے بھرے رہتے۔ ہر جمعرات و پیر کو خود وہاں جاتے ہر ایک کے پاس جا کر ان کے احوال اور ضروریات پوچھتے پھر دوسرے کے پاس حتیٰ کہ تمام کے پاس جاتے۔ ان کے دل بہلاتے رہتے ان سے خوش طبعی بھی کرتے۔ بیوگان کے لئے مرکز بنوایا اس طرح یتامیٰ کے لئے الگ مرکز بنوایا۔ لاوارث بچوں کے لئے مرکز میں دائیوں کا انتظام کیا بیماروں کے لئے ہسپتال قائم کیا۔ ہر مریض کے پاس جا کر اس کے حال کا پتہ کرتے۔ مہمان خانہ بنوایا۔ جس میں صبح و شام ہر کوئی آسکتا خواہ وہ فقیر ہے یا عالم۔ جب وہ واپسی کا ارادہ کرتا تو مناسب خرچہ بھی دیتے۔ شوافع و احناف کے لئے مدرسہ بنوایا اس میں ہر روز آتے' اس میں لنگر کا انتظام کیا پھر وہاں اچھے کلام (سماع) کا اہتمام ہوتا۔ جب خوش ہوتے تو اپنی پوشاک اتار کر قوالوں کو بطور انعام دے دیتے۔ انہیں اچھا کلام سننے کے علاوہ کسی میں لذت نہ تھی۔

فانه كان لا يتعاطى المنكر	کیونکہ یہ برائی کو موقعہ ہی نہ دیتے
ولا يمكن من ادخاله البلد	اور نہ ہی برائی کو شہر و علاقہ میں داخل ہونے دیتے۔

صوفیہ کرام کے لئے دو خانقاہیں بنوائیں جس میں کثیر مخلوق رہتی اور ان دونوں کے لئے کثیر اوقاف بھی تھے خود ان صوفیہ میں آکر بیٹھتے اور سماع سنتے۔

ہر سال دو دفعہ کثیر رقم دے کر امین نمائندوں کو کفار سے قیدی رہا کروانے کے لئے بھیجتے اگر وہ قیدی ان تک پہنچتے تو خود ان کی خدمت کرتے' ہر سال لوگوں کو حج کے لئے اخراجات دیتے۔ ہر سال پانچ ہزار

دینار حرمین کے خدام و مجاورین کے لئے بھیجا کرتے۔ سب سے پہلے انہوں نے عرفات تک پانی کا اجرا کیا' حجاز کی سرزمین پہ کنویں کھدوائے اور وہاں اپنے لئے قبر بھی بنوائی۔

آگے لکھتے ہیں۔

ان کی محافل میلاد کا کیا کہنا' ان کا بیان احاطہ سے باہر ہے۔ موصل' بغداد' سنجار' جزیرہ اور دیگر مقامات سے جو کثیر لوگ ان میں شرکت کے لئے آتے ان میں اس دور کے فقہا' صوفیہ' واعظین اور شعراء بھی تھے اور یہ آمد کا سلسلہ محرم سے اوائل ربیع الاوّل تک جاری رہتا۔

بیس کے قریب لکڑی کے قبے بنائے جاتے۔ ایک اس کا اپنا جبکہ دیگر بڑے بڑے صاحب منصب لوگوں کے لئے تھے ہر قبہ چار پانچ منزلہ ہوتا۔ ابتداء صفر سے ان قبوں کی زیبائش شروع ہو جاتی۔ ان میں اچھا کلام پڑھنے والوں' مزامیر' خاکے پیش کرنے والوں کی ایک جماعت بٹھا دی جاتی۔ ان دنوں تفریح کی وجہ سے کاروبار بند رہتا۔ بادشاہ ہر عصر کے بعد آکر ہر قبہ میں جاتا اور اچھا کلام سنتا اور ان کے خاکے سن دیکھ کر خوش ہوتا۔ رات خانقاہ میں بسر کرتا اور بزم سماع کا اہتمام کرتا۔ صبح کے وقت شکار کے لئے جاتا۔ ظہر سے پہلے قلعہ واپس آجاتا۔ ہر روز شب میلاد تک اس کا یہ معمول تھا تاریخ مولد میں اختلاف کی وجہ سے وہ کبھی آٹھ اور کبھی بارہ ربیع الاوّل کو محفل سجاتا۔ ان گنت اونٹ' گائے اور بکریاں' ڈھول اور باجوں کے ساتھ لے کر میدان میں نکلتا' انہیں وہاں ذبح کر کے مختلف انداز میں پکایا جاتا۔

(تاریخ الاسلام: ۴۰۲-۴۰۵)

امام ذہبی نے سیر میں بھی تقریباً یہی لکھا ہے مگر قاضی ابن خلکان کا

حوالہ نہیں دیا کچھ اقتباسات ملاحظہ کر لیجئے۔

ملک مظفر الدین نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ بڑے بڑے معرکوں میں شرکت کی۔ خصوصاً یوم حطین کے دن ان کی شجاعت پر بادشاہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے حران اور الرہا دونوں ان کے حوالہ کیے اور اپنی ہمشیرہ ربیعہ (جنہوں نے مدرسہ صاحبہ وقف کیا تھا) کا نکاح بھی ان سے کر دیا......

یہ صدقات کے نہایت ہی محب تھے' ہر روز روٹی کے ذخائر تقسیم کرتے' ہر سال خلق کو کپڑے اور دینار دیتے' معذور اور نابینا لوگوں کے لئے چار مراکز بنوائے۔ یہ پیر اور جمعرات کو آ کر ایک ایک کی ضروریات کے بارے میں پوچھا کرتے۔ بیوگان کے لئے الگ' یتامیٰ کے لئے الگ اور لاوارث بچوں کے لئے الگ مراکز بنوائے۔ بیماروں کے لئے ہسپتال بنوایا اور وہاں خود جاتا۔ ہر آنے والے کے لئے مہمان خانہ بنوایا اور انہیں حسب ضرورت خرچہ دیتا۔ شوافع اور احناف کے لئے ادارے قائم کیے۔ سماع (اچھا کلام سننے) کے لئے کثرت کے ساتھ بزم سجاتا اور اسے سماع کے سوا کسی شے میں لذت نہ تھی۔

وکان یمنع من دخول منکر بلدہ — وہ اپنے علاقہ میں کسی برائی کو داخل نہ ہونے دیا کرتا تھا۔

ہر سال کفار سے

یفتك اسری بجملة — قیدی مسلمانوں کو آزاد کرواتا

حجاج کی خدمت کرتا

ویخرج سبیلا للحج — حج کے لئے سبیل بنوائی

ہر سال حرمین کے خدام کے لئے پانچ ہزار دینار (پونڈ) بھجواتا۔

واجری الماء الی عرفات — میدان عرفات تک پانی کا انتظام کیا۔

میلاد النبی ﷺ پہ خوب خرچ کرتا۔

وقد جمع له ابن دحية كتاب المولد فاعطاه الف دينار — ان کے لئے ابن دحیہ نے کتاب المولد جمع کی تو انہوں نے اسے ہزار دینار دیا۔

آگے امام ذہبی کہتے ہیں۔

وكان متواضعا خيرا سنيا ويحب الفقهاء والمحدثين وربما اعطى الشعراء — یہ نہایت ہی متواضع' دیندار اور سنی حاکم تھے۔ فقہاء اور محدثین سے محبت کرتے اور شعرا کو کم ہی دیا کرتے۔

(سیر اعلام النبلاء: ۱۶۔ ۲۷۵)

۴۔ امام زکریا بن محمد بن محمود قزوینی (۶۰۵، ۶۸۲) شہر اربل کے بارے میں لکھتے ہیں' اس کے سربراہ ملک مظفر الدین کوکبری بن زین الدین علی ہیں۔

كان ملكا شجاعا جواد اغازيا — بہادر' سخی اور غازی حاکم تھے۔

کفار کے خلاف ان کے جہاد کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

له نكايات فى الفرنج يتحدث الناس بها — انہوں نے انگریزوں کا جو قلع قمع کیا۔ لوگوں میں وہ معروف ہے۔

اہل تصوف کا معتقد تھا۔ ان کے لئے دو مراکز بنوائے وہاں دو صد صوفیا رہتے۔ ہر جمعہ کی شب وہاں کھانا کھاتے اور وجد و سرور میں جھومتے۔ جو بھی اہل تصوف سے آتا اس کی خدمت کرتے اور واپسی پر

دینار دیتے۔

ومن اتاہ من اھل العلم والخیرو الصلاح اعطاہ علی قدر رتبتہ	اہل علم و خیر اور صاحب تقویٰ میں سے جو بھی آتا اس کے رتبہ کے مطابق اسے عطا کرتے۔

دس ربیع الاوّل کے موقعہ پر ان کی طرف سے دعوت عامہ اور مہمان نوازی ہوتی۔ اس موقعہ پر کثیر مخلوق جمع ہو جاتی۔ بارہ ربیع الاوّل چونکہ مولد النبی ﷺ کا دن ہے۔ لہٰذا اس دن عظیم تبلیغ کا سلسلہ ہوتا تمام حاضرین وہاں سے خیر و برکت لے کر لوٹتے۔

وکان یبعث الی الافرنج اموالا عظیمۃ یشتری بھا الاسری	انگریزوں کو مال کثیر دے کر مسلمان قیدیوں کو رہا کرواتے۔

انہوں نے طویل عمر پائی اور ۶۲۹ میں ان کا وصال ہوا۔

(آثار البلاد و اخبارا العباد: ۲۹۰)

۵۔ امام مورخ ابوالفلاح عبدالحی بن العماد حنبلی (۱۰۸۹) نے شیخ ابن خلکان کی تمام گفتگو کا خلاصہ نقل کر کے اس کی تائید کی ہے پھر شیخ ابن شہبہ کے حوالہ سے لکھا انہوں نے بھی اس بادشاہ کی بہت تعریف و ثناء کی ہے اور لکھا۔

ایک اہل اربل کی جماعت نے بیان کیا ہے محفل میلاد پر چھ لاکھ دینار، مسلمان قیدی چھڑانے کے لئے دو لاکھ، مہمان خانہ پہ ایک لاکھ، خانقاہ پر ایک لاکھ، حرمین میں حجاج کے لئے بیس اور عرفات پہ تیس ہزار دینار خرچ کیا کرتے اور یہ سری اور مخفی صدقات کے علاوہ ہے۔ ماہ رمضان میں قلعہ اربل میں فوت ہوئے، وصیت کی کہ مجھے اللہ کے حرم مکہ میں دفن کیا جائے کوفہ تک لے جایا گیا مگر تاتاریوں کی وجہ سے حجاج کا قافلہ جا نہ سکا تو امیر

المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس انہیں دفن کیا گیا۔
(شذرات الذہب: ۵۔۱۴۰)

۶۔ شیخ عبدالجبار مبارک حفیانی نے متعدد کتب تاریخ سے حوالہ سے ان کے بارے میں یہ تحریر کیا ہے۔

اما اسمه فهو احمد بن علی بن تبکتکین ' وأما اقلیمه و منشأه ف (ترکمان) وقد لقبه أهله ب(کوکبری). وهو لفظ ترکمانی و یعنی باللغة العربی (الذئب الأزرق). کان أبوه زین الدین علی بن تبکتکین ملکا علی اقلیم (اربل) من بلاد الموصل فی (العراق) وقد ولاه علیها نور الدین محمود خلیفة عماد الدین زنکیی. وقد مات زین الدین عن عمر تجاوز المائة عام. وقد ترك انجازات رائعة فی منطقة الموصل. أما ابنه (احمد) فقد التحق بخدمة الملك الناصر صلاح الدین الأیوبی فوجد فیه صلاح الدین بطلا شجاعا

ان کا نام احمد بن علی اور ان کا اصل وطن اور جائے ولادت ترکمان ہے۔ اہل ترکمان نے انہیں کوکبری کا لقب دیا۔ یہ عجمی لفظ ہے اس کا معنی لغت عرب میں الذئب الازرق (نیلے رنگ والا چیتا) کے ہیں۔ان کے والد زین الدین علی عراق میں موصل کے شہر اربل کے والی تھے اور انہیں یہ عہدہ نور الدین محمود خلیفہ عماد الدین زنگی نے سونپا تھا۔ وہ سو سال سے زائد عمر میں فوت ہوئے انہوں نے صوبہ موصل میں خوبصورت آثار اور یادیں چھوڑیں۔ان کے بیٹے احمد ملک ناصر صلاح الدین ایوبی کی خدمت میں چلے گئے سلطان نے انہیں بطل حریت' شجاع اور پیشقدمی

وفارسا مقداما. وقد ثبت باجماع المؤرخين أن معركة (حطين) التيى هزم فيها الصليبيون هزيمة منكسرة كان يقود جيش المسلمين فيها القائد (احمد بن على) الذى عرف فيما بعد بالملك المظفر. وقد لقبه التركمان فى معركة (حطين) ب(كوكبرى) أى الذئب الأزرق. لشدة مراسه وقوة بأسه على الصليبين. ولما كان الذئب معروفا بمكره و عناده فقد حمل الملك المظفر هذا اللقب لأن الطريقة التيى هزم بها الصليبيين فى (حطين) تدل على ذكاء وقاد و تصرف سديد. فقد هجمت فرقه من فرسان الصليبين هجمة ضارية شديدة على ميمنة جيش صلاح الدين وخشى صلاح الدين من هذه الهجمة

کرنے والا سپہ سالار پایا۔ تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ معرکہ حطین جہاں کفار اور اہل صلیب کو بہت بُری طرح شکست ہوئی اس موقعہ پر جو مسلمان سپہ سالار تھے۔ ان میں یہ احمد بن علی بھی شامل تھے۔ بعد میں مظفرالدین اور کوکبری کے نام مشہور ہوئے۔کوکبری (نیلا چیتا) کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اہل صلیب پر پوری قوت و جمعیت کے ساتھ ٹوٹ پڑے تھے چونکہ نیلا چیتا تدبیر اور عناد میں معروف ہے تو ملک مظفر کو یہی لقب دیا کیونکہ ان کی ایسی تدبیر سے حطین میں کفار کو شکست ہوئی جو ان کی زکاوت' قیادت اور بہتر فیصلہ پر شاہد تھی۔ ہوا یوں کہ اہل صلیب کے سواروں نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے لشکروں پر اس قدر شدید حملہ کیا کہ ان کے شر و حملہ سے بادشاہ خوف زدہ ہوگیا۔

الشرسة، وكان بجواره أركان حربه الملك المظفر احمد بن علي (كوكبرى) فألقى نظرة على ميدان حطين فوجده مغطى بحشيش كثيف جاف والريح تهب تجاه الجيش الصليبي فما كان من (كوكبرى) الا أن أصدر أوامره للجيوش الاسلامية بالتراجع قليلا ثم اشعل النار في هذا الحشيش الجاف فحملت الرياح النار والدخان وضربت به وجوه الصليبين وخيلهم سيما وقد اختار (كوكبرى) لتنفيذ هذا الامريوما ذاريح عاصف. فلفح اللهب وجوه الصليبين كما أن الدخان شكل ساترا حقيقيا خانقا مع شدة العطش فانكسر الصليبيون من جراء هذاالعمل

بادشاہ کے قریب سپہ سالار مظفر الدین احمد کوکبری بھی تھے جب بادشاہ نے میدان حطین پر نظر دوڑائی تو اسے کثیف خشک گھاس میں ڈھپا ہوا پایا۔ ہوا کا رخ لشکر کفار کی طرف تھا۔ کوکبری نے لشکر اسلامی کو تھوڑا سا ہٹنے کا کہا اور حکم دیا گھاس کو آگ لگا دی جائے جیسے ہی وہ آگ لگی ہوا نے وہ آگ اور دھواں کفار کی طرف پھینکا جس کی وجہ سے ان کے اور ان کے گھوڑوں کے رخ مڑ گئے تو خصوصاً ہوا والے دن کو اس عمل کے لئے کوکبری نے منتخب کیا تو ہوا نے آگ کے شعلے صلیبیوں کے چہروں پر پھینکے۔ اس طرح دھواں نے ان کے سانس بند کر دیے اور سخت پیاس میں ڈوب گئے تو اس تدبیر سے صلیبیوں کا زور ٹوٹ گیا جس کا وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے۔

ان کی صفیں منتشر ہوگیں اور تمام لشکر میں یہ بات پھیل گئی کہ یہ

کو کبری کی تدبیر ہے۔

یعرفونه بطلا مقدا ما شجاعا — اسے لوگ بطل حریت، پیش قدمی کرنے والا اور بہادر جانتے

تو مقام حطین میں کفار کو شدید شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس شکست نے۔

مهدت لفتح القدس و تحرير بيت المقدس من قبضة الصليبية — کفار کے قبضہ سے قدس اور بیت المقدس کی آزادی کی راہ ہموار کی۔

اور تمام معرکوں میں

كان هو القائد الفعلي و العقل المخطط — یہی بادشاہ، عمل اور تدبیر میں قیادت کر رہے تھے۔

تو جب شام کے تمام علاقوں سے صلیبی نکل گئے اور سلطان صلاح الدین ایوبی نے قرار پایا تو

رأى ان يكرم هذا القائد الشجاع المسلم الغيور فعينه ملكا على اربل خلفاً لابيه زين الدين ولقبه بالملك المظفر (البراہین الجلیہ:۹۲) — تو اس بہادر اور غیرت مند قائد کی حوصلہ افزائی ضروری محسوس کی تو انہیں ان کے والد زین الدین کی جگہ اربل کا حکمران مقرر کر دیا اور ملک مظفر (کامیاب قائد) کا لقب بھی دیا۔

واقعہ حطین کی تفصیل

اس مقام پر واقعہ حطین کی کچھ تفصیل بھی جان لینا ضروری ہے۔

۱۔ شیخ ابوعبداللہ محمد بن عماد الدین الکاتب اصبہانی (۵۹۷) اس مقام

حطین پر شاہ اربل کی بہادری، جرأت، پیش قدمی اور انھی کی تدبیر کو سلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

ومظفر الدین بن زین الدین علی کوجك المقدم المقدام والهمام الهمام والاسد الاسد والارشد الاشد

مظفر الدین بن زین الدین علی کوجک اس موقعہ پر سب سے آگے، سب سے جرأت مند سب سے بہادر اور سب سے زیادہ باتدبیر اور جنگجو ثابت ہوئے۔

آگے کفار اور اہل صلیب کے حملہ کا زور یوں لکھتے ہیں۔

وكادوا يفلون الجمع ويجمعون الفعل ويحلون العقد ويعقدون مانحل

قریب تھا کہ مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیتے اور مضبوط جتھے کو منتشر کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

پھر ان کی ثابت قدمی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ایک تو وہاں قایماز نجمی ثابت رہے۔

وعطف مظفر الدين يشلهم ويفلهم ولايكترت بكثرتهم ويستقلهم

(الفتح القسی فی الفتح القدسی ۵۱)

اور دوسرے مظفر الدین جنہوں نے ان کفار کو شل اور منتشر کر کے رکھ دیا اور ان کی کثرت و مضبوطی سے وہ ہرگز متاثر نہ ہوئے۔

۲۔ علامہ شمس الدین ابوالمظفر یوسف سبط بن الجوزی (۶۵۴) حوادثات ۵۸۳ کے تحت معرکہ حطین کی تفصیلات یہ لکھتے ہیں۔

اسی سال بیت المقدس و عکا اور ساحل کے قلعے کفار سے آزاد ہوئے۔

سببه وقعة حطين — اس کا سبب واقعہ حطین ہے

اس معرکہ میں سلطان مظفر الدین کی خدمات کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ جمعہ کا اور نہایت ہی گرمی کا دن تھا۔

واضرم مظفر الدين بن زين الدين النار فى الزرع وباتواطول الليل و المسلمون حولهم فلما طلع الفجر يوم السبت قاتلوا الى الظهر طلعوا الى تل حطين والنار تضرم حولهم فهلكوا و تساقطوا من التل و كان القومص معهم فحمل و فتح له السلطان و عجلت السيوف فى الافرنج قتلا واسرا

(مرآۃ الزمان: ۳۹۲-۳۹۳)

مظفر الدین بن زین الدین (جو لشکر کے سربراہ تھے) نے گھاس میں آگ لگوا دی اور رات کفار نے اس حال میں بسر کی کہ مسلمان ان کے اردگرد تھے جو ہفتہ کے روز صبح طلوع ہوئی تو کفار سے ظہر تک جنگ ہوئی۔ کفار نے حطین پہاڑ کا سہارا لیا لیکن آگ نے ان کا گھیراؤ کر لیا وہ ہلاک ہوئے اور اس پہاڑ سے گرے ان کا سربراہ قومص ہی ساتھ تھا۔ پھر فرنگیوں پہ تلوار چلی قتل و گرفتار ہوتے۔

۳۔ امام شہاب الدین عبدالرحمٰن شافعی ابوشامہ نے (۶۶۵) اسی سال و واقعہ کے حوالہ سے لکھا۔

وهى سنة كسرة حطين وفتح الساحل والارض المقدسة للمسلمين

(کتاب الروضتین، ۳-۱۷۷)

یہی سال مقام حطین میں کفار کی شکست، فتح ساحل اور مسلمانوں کے لئے بیت المقدس کے حصول کا سبب بنا۔

پھر آگے واقعہ کی تفصیل دیتے ہوئے تحریر کیا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے لئے۔

لولم یکن لہ الافضیلة هذا الیوم لکان متفرداً علی الملاك السالفة فکیف ملوك العصر فی السمو والسوم

اگر اس دن کے علاوہ ان کی کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتو یہ سابقہ بادشاہوں سے منفرد اور آئندہ حکمرانوں سے بلند اور عظمت والے ہیں۔

اس کے بعد کہتے ہیں۔

ان هذا النوبة المبارکة کانت للفتح القدس مقدمة

یہ واقعہ مبارک، فتح بیت المقدس کی آزادی کا سبب بنا۔

(کتاب الروضتین : ۳۔۱۸۳)

پھر آگے چل کر معرکہ حطین کی تفصیل بروایت امام ابن شداد یوں تحریر کرتے ہیں۔

عاد السلطان فوصل الی السواد و نزل بعشترا سابع عشر ربیع الاول ولقیه ولده الافضل ومظفر الدین وجمیع العساکر و کان تقدم الی الملك المظفر بمصالحة الجانب الحلبی مع الافرنج لیتفرغ البال مع العدو فی جانب واحد فصالحهم

بادشاہ سواد لوٹے اور سترہ ربیع الاوّل مقام عشترا پر ٹھہرے وہاں ان کے بیٹے افضل اور مظفر الدین اور تمام لشکر جمع ہوئے اس سے پہلے مظفر الدین نے سلطان کے حکم سے جانب حلب کے فرنگیوں سے صلح کر رکھی تھی تاکہ جانب واحد کی طرف متوجہ ہوکر دشمن کے ساتھ جنگ کی جاسکے۔

اور مقام حطین کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔

واعتصمت الطائفة الاخرى قبل حطين وهي قرية عنده وعندها قبر النبي شعيب عليه السلام فضايقهم المسلمون على التل واشعلوا حولهم النيران وقتلهم العطش وضاق بهم الامر حتىٰ كانوا يستسلمون للاسر خوفا من القتل

(کتاب الروضتین :۳۔۱۸۹)

دشمنوں کے ایک گروہ نے حطین کی طرف پناہ لی' یہ اس کے پاس ہی دیہات تھا اس کے قریب حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار اقدس ہے' مسلمانوں نے انہیں اس میدان میں گھیر لیا ان کے اردگرد آگ جلا دی جس سے ان کی پیاس میں خوب اضافہ ہوگیا اور اس قدر تنگ ہوئے کہ قتل کے خوف سے گرفتاری دینے پر تیار ہوگئے۔

۴۔ شیخ محمد بن قادسی (۶۳۶) اپنی تاریخ (ذیل المنتظم) میں کہتے ہیں۔ اس سال واقعہ حطین کے بارے میں متعدد تحریریں سامنے آئیں ہیں۔ ان میں ایک یہ تحریر امام ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن احمد مقدسی (۶۲۰) کی ہے جو انہوں نے ۱۳ جمادی الآخر ۵۸۳ میں لکھی ہے۔

ولو حمدنا الله عزوجل طول اعمارنا ما و فينا بعشر معشار نعمته التي انعم بها علينا من هذا الفتح العظيم فانا خرجنا الى عسكر صلاح الدين تلاحق الاجناد حتى جاء الناس من الموصل و ديا و بكر واربل

جمع کر کے فرمایا۔ اس دن کا میں منتظر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لشکر بھی جمع کر دیے ہیں۔ میں نہیں جانتا کب میری موت آجائے اس دن کو غنیمت جانو' اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کرنا نہ کہ میری خاطر' سلطان نے لشکر کو یوں

فجمع صلاح الدين الامراء وقال هذا اليوم كنت انتظره و قد جمع الله لنا العساكر انا رجل قد كبرت وما ادری متی اجلی فاغتنموا هذا اليوم وقاتلو الله تعالے لا من اجلی...... فعرض جنده ورتبهم وجعل تقی الدين فی الميمنة و مظفر الدين فی الميسرة وكان هو القلب وجعل بقية العسكر فی الجناحين

(کتاب الروضتین: ۳-۱۹۱۹)

ترتیب دیا کہ تقی الدین کو دائیں اگر ہم ساری عمر اللہ تعالیٰ کی حمد کریں تو اس نعمت کے دسویں حصہ کا شکر ادا نہیں کیا جا سکتا جو اس فتح عظیم کی صورت میں اس نے ہمیں عطا فرمائی۔ ہم سلطان صلاح الدین کی لشکر کے ساتھ نکلے خبریں ملتیں رہیں حتیٰ کہ موصل، دیار بکر اور اربل سے لشکر آئے۔ سلطان نے تمام امراء کو جانب اور مظفر الدین کو بائیں جانب کا سربراہ مقرر کیا اور خود مرکز میں رہا اور بقیہ لشکر کو دونوں طرف کر دیا۔

۷۔ علامہ شمس الدین ابوالمظفر یوسف سبط بن جوزی (۶۵۴) نے بھی موصوف حکمران کے بارے میں یہی تفصیلات تحریر کیں ان کی گفتگو میں جو اضافی چیزیں ہیں ہم ان کا تذکرہ کیے رہتے ہیں۔

وكان كثير الصدقات غزيز البر والصلات

بہت ہی زیادہ صدقات، نہایت نیک اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

تین حلف

ایک جماعت نے ان کے بارے میں نقل کیا ہے۔

كان يقول لما اخذت اربل الیت علی نفسی ان اقسم مغلها ثلاثة اقسام قسم انفقه فی ابواب البر وقسم للجند وما یخصنی وقسم ادخره لعدو یقصدنی

فرمایا کرتے جب میں اربل کا سربراہ بنا تو میں نے اپنے بارے میں تین حلف اٹھائے' اس کے خزانہ کو تین مصارف پر ہی خرچ کرونگا۔ نیک و فلاحی کاموں پر۔ لشکر پر اور اپنے لئے مخصوص نہیں کروں گا اور دشمن و کفار کے خلاف تیاری پر۔

میلاد میں علماء وفقہا کی شرکت

محفل میلاد کی تفصیل یوں دی۔

وكان يعمل فی كل سنة مولد النبی صلی الله عليه وسلم فی ربيع الاول يجتمع فيه الدنيا من العلماء والفقهاء والوعاظ والقراء و الصوفية والفقراء من كل صنف و يضرب الخيام فی الميدان وينزل من القلعة بنفسه فيقرأ القراء ويعظ الوعاظ و يمد سماطا اوله عنده وآخره فی القلعة ويحضره الخلائق فلا يبقى الامن ياكل و يحمل

ہر سال ربیع الاول میں محفل میلاد النبی ﷺ سجاتے اس میں دنیا کے ہر درجہ کے علماء و فقہاء واعظین' قراء صوفیہ اور فقراء شرکت کرتے۔ میدان میں خیمے لگ جاتے۔ قلعہ سے اتر کر خود اس میں شرکت کرتے۔ قراء' تلاوت اور واعظین خطاب کرتے۔ قلعہ میں پہلے اور بعد میں دستر خوان بچھتا اور مخلوق جمع ہوتی ہر آدمی خود بھی کھاتا اور اہل کے لئے لے بھی جاتا۔

علما وصوفیہ کی تعداد

وقد اجتمع فيه من الصوفيه ما بين ثمانى مانة الى الف فيأخذون فى السماع من بعد الظهر الى الفجر و هوير قص بينهم

اس مجلس میں اٹھ صد کے قریب صوفیہ کرام جمع ہوتے' ظہر کے بعد فجر تک محفل سماع بجتی اور یہ ان کے ساتھ وجد کرتا اور جھومتا۔

یتامیٰ و مساکین کے لئے مراکز

معذور' نابینا' یتامی و مساکین کے لئے مراکز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وكان يركب كل يوم بكرة فيدخل اليهم ويعقد اليتيمة والمسكينة على فخذ' و يقول ايش تريدين تاكلين ايش تريدى تكسبين فمهما طلبت احضره' واذا كبرت اليتيمة زوجها واقام لكل واحد من الزمنا قائد ايخدمه

ہر روز بوقت صبح یتامیٰ و مساکین اور معذوروں کے پاس خود جاتا ہر یتیم و مسکین بچی کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے ہوئے پوچھتا کیا کھاؤ گی؟ کیا پہنو گی؟ جو تم چاہو میں وہی پیش کروں گا۔ جب یتیم بچی جوان ہو جاتی تو اس کی شادی کا اہتمام کرتا اور ہر اپاہج کے لئے ایک ملازم ہوتا جو اس کی خدمت میں مصروف رہتا۔

ساٹھ ہزار افراد کی آزادی میں تسلسل

آگے مسلمان غلاموں کی آزادی کے بارے میں لکھا ہے۔

وکان فی کل سنة یبعث بالاموال و الجواھرالی الشام مع دیوان فیشتری بھا الاسری من بلاد الفرنج ویعو دون الی اربل فیقیمون فی قریة علی باب اربل یقال لھا بیت النار فلا یدخلون اربل حتی یجھز غیرھم لئلا ینقطع عملە واذا خلص الا سیر اعطوہ کسوة و نفقة توصلە الی اھلە فکان یخلص فی کل سنة خلقاً کثیرا فلما توفی احصی ماتخلص من الاساری فکانوا ستین الفا اسیر مابین رجل وامرأة

ہر سال کثیر مال اور قیمتی جواہر اپنے نمائیندہ کے ساتھ شام بھیجتا۔ جس سے وہ فرنگیوں سے فدیہ دے کر مسلمان غلام آزاد کرواتا اور ان کا جب ایک گروہ اربل کے قریہ باب النار پر پہنچتا تو ان کے اربل میں داخلہ تک پچھلے گروہ کی آزادی کا انتظام کر لیا جاتا تاکہ عمل خیر میں تسلسل قائم رہے۔ جب وہ قیدی اس حکمران کے پاس پہنچے تو انہیں کپڑے دیتا اور گھر تک پہنچنے کے لئے اخراجات بھی دیتا یوں ہر سال خلق کثیر آزاد ہوتی جب یہ فوت ہوئے تو قیدیوں کی گنتی کی گئی تو مرد و خواتین ملا کر وہ ساٹھ ہزار تھے۔

حجاج کی خدمت

وکان یبعث فی کل سنة بمال

ہر سال حرمین شریفین پر مال خرچ

يفرق فى الحرمين وعشرة الاف دينار تنفق فى السبيل والف دينار برسم اجراء الماء الى البرك التى بعرفات

کرتا دس ہزار دینار حجاج کے لئے ہزاروں دینار برک وعرفات تک پانی پہنچانے پر خرچ کرتا۔

سادگی وکفایت شعاری

ان کی اہلیہ ربیعہ خاتون کا بیان ہے۔

كان ثوبه يساوى خمسة دراهم من خام

ان کا لباس کھردرہ پانچ دراہم کے برابر ہوتا۔

میں نے ان سے کہا۔

لولبست الين من هذا؟ فان بدنك لا يحتمل الخشن

کاش آپ نرم لباس پہنیں کیونکہ تمہارا بدن اس کھردرے لباس کا متحمل نہیں ہوتا۔

فرمانے لگے ان میں سے۔

ايما اصلح واكثر اجراً انى البس ثوبا بعشرة دراهم اوالبس ثوبا بخمسة دراهم واتصدق بخمسة على فقير و مسكين و كانت امواله استفدقها الصدقات فكان يرسل الجواهر فيبيعها بدمشق ويشترى الاسارى

اجر کے اعتبار سے اصلح و اکثر کیا ہے...... یہ دس دراہم کا لباس پہنتا یا پانچ کا لباس اور باقی پانچ دراہم کا فقراء و مساکین پر خرچ کرنا' اس کے اپنے اموال سے کثیر صدقات ہوتے۔ قیمتی جواہرات دمشق بھیجتے تاکہ انہیں بیچ کر غلاموں کو آزاد کروائے۔

لوگوں کی زبانیں

ان کی دیگر خدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

ومع هذه المناقب فلایسلم من السنة الناس ویقولون هذا یصادر دیوانه ودواونیه وکتابه ویستأصلهم ولعله اطلع منهم علی خیانات فرأی اخذ الاموال ونفاقها فی ابواب البر والقربات اولیٰ وذکروا اشیاء اخر

ان تمام اوصاف و کمالات رکھنے کے باوجود بھی یہ حکمران، لوگوں کی زبانوں سے محفوظ نہ رہ سکے لوگ کہتے ہیں اپنے امراء، ملازمین اور دفتری لوگوں سے ظلماً مال حاصل کرتا تھا۔ ممکن ہے وہ ان کی خیانتوں پہ مطلع ہو تو اس نے محسوس کیا ان سے مال حاصل کر کے نیک اور فلاحی کاموں میں خرچ کر دینا ہی بہتر ہے۔ اور لوگوں نے کچھ اور باتیں بھی کہی ہیں۔

پھر لکھتے ہیں لیکن:

من ذا من السنة الناس یسلم؟ اللهم اغفر

کون لوگوں کی زبانوں سے بچا ہے؟ اے اللہ رحم فرما۔

(مرأة الزمان: ۸۔۶۸۰)

۸۔ شیخ ملک الاشرف الغسانی نے اس حکمران کی صفات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

یہ حکمران عادل، بہادر، سخی، خوبصورت سیرت و کردار، عمدہ سیاستدان، رعایا پہ مہربان و شفیق، بہت زیادہ صدقات اور فلاحی کام کرنے

والے تھے۔ انہوں نے چار مراکز بنائے جو معذور اور نابینا لوگوں سے بھرے ہوتے۔ ہر جمعرات اور پیر کے روز ان کے پاس جا کر پیار و خوش بھی کرتے اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے۔ پھر انہوں نے بیوگان کے لئے الگ مرکز' یتامی کے لئے الگ اور لاوارث بچوں اور لوگوں کے لئے الگ مرکز بنایا۔ ان کا مہمان خانہ اور ادارہ و مدرسہ بھی تھا۔ یہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے اقوال کی تقلید کرتا۔ مدرسہ میں لنگر بھی چلتا۔ محفل سماع میں شریک ہوتا۔ کوئی آدمی ان کے علاقوں میں شراب شہر میں نہ لا سکتا اور نہ پی سکتا تھا۔ پینے والے کو سزا دیتے۔ ان میں ایسی صفات ہیں جو کسی دوسرے میں جمع نہیں۔

(العسجد المسبوک والجوہر المحکوک فی طبقات الخلفاء والملوک' ۱،۴۵۲)

۹۔ امام ذکی الدین ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (۵۸۱، ۶۵۶) ۶۳۰ھ کے تحت ان کی ولادت و نام ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ والد کی وفات کے بعد۔

واتصل بالملك الناصر صلاح الدين فاكرمه كثيرا وكان له فى قتال العدو بالساحل مواقف معروفة وكان له بر و معروف و اثار حسنة بالحجاز وغيره

(التکملۃ لوفیات النقلہ' ۳۔۳۵۴)

یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس چلے گئے انہوں نے انہیں بہت عزت دی اور ان کے ساحل پر کفار سے جنگ کے حوالے سے معرکے معروف ہیں۔ ان کا نیک اور خوبصورت کردار تھا۔ حجاز اور دیگر علاقوں میں ان کی اچھی یادیں ہیں۔

ایسی اعلیٰ صفات کسی حکمران میں نہیں

اس عادل حکمران کے بارے میں اہل علم نے یہی تصریح کی ہیں کہ ان میں پائے جانے والی صفات کسی دوسرے حکمران میں نہیں پائی جاتیں۔ ملک اشرف غسانی رقم طراز ہیں یہ محفل سماع میں شرکت کرتے۔ ان کے شہر میں شراب پینا تو کجا کوئی اسے شہر میں لانے کی ہمت نہ پاتا۔

وکانت لہ صفات حسنۃ لاتکاد تجمع فی غیرہ	ان میں ایسی اعلیٰ صفات تھیں جو دوسرے حکمران میں جمع نہیں ہیں۔

(العسجد المسبوک:۱۔۴۵۳)

رعایا پہ شفقت

رعایا کے ساتھ ان کے حسن سلوک کے بارے میں کہتے ہیں۔

حسن السیرۃ جید السیاسیۃ عطوفاً علی الرعیۃ	اعلیٰ کردار، عمدہ سیاستدان اور رعایا پر نہایت ہی شفیق تھے۔

(ایضاً:۱۔۴۵۳)

شاہ اربل کے اہم اوصاف

اب تک ہم نے جو عبارات وحوالہ جات تحریر کیے ہیں ان میں شاہ اربل کے یہ اہم اوصاف سامنے آئے ہیں۔

۱۔ برائی کے دشمن

انہوں نے برائی پر تعاون تو کجا اپنے علاقہ میں اسے داخل نہیں ہونے دیا۔ امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸) کے الفاظ ہیں۔

فانه کان لا یتعاطی المنکر ولا یمکّن من ادخاله البلد
(تاریخ الاسلام: ۴۵: ۴۰۳)

یہ برائی کو کبھی تقویت نہ دیتے اور نہ ہی برائی کو اپنے علاقہ میں داخل ہونے دیا کرتے۔

۲۔ کٹر سنی

کٹر اہل سنت و جماعت تھے، شیخ ابن خلکان (۶۸۱) کا بیان ہے۔

شدید المیل الی اهل السنة والجماعة
(وفیات الاعیان، ۳: ۵۳۹)

یہ متصلب اور کٹر اہل سنت و جماعت تھے

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (۷۴۸) نے اس حقیقت کو یوں واضح کیا ہے۔

وکان متواضعاً خیرا سنیا
(سیر اعلام النبلاء، ۱۶۔ ۲۸۵)

نہایت ہی متواضع، دیندار اور اہل سنت تھے

۳۔ محبّ اہل علم

محدثین وفقہاء سے ہی محبت رکھتا۔ امام ذہبی کے الفاظ ہیں۔

کان یحب الفقهاء والمحدثین
(سیر اعلام النبلاء: ۱۶۔ ۲۷۵)

فقہا اور محدثین سے محبت کرتے۔

تاریخ اسلام میں کہتے ہیں۔

لا ینفق عنده سوی الفقهاء والمحدثین وکان قلیل الاقبال علی الشعر واهله

وہ فقہاء اور محدثین پہ ہی خرچ کرتے اور اشعار اور شعراء کی طرف کم ہی متوجہ ہوتے۔

(تاریخ الاسلام: ۴۵۔۴۰۴)

۴۔محبوب ترین چیز۔صدقات

ان تمام اہل علم نے تصریح کی ہے کہ شاہ اربل کو دنیا میں ہر شے سے بڑھ کر صدقات سے محبت تھی۔

قاضی شمس الدین نے اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

وکان محبا للصدقة له کل یوم قناطیر خبز فرقها	یہ صدقہ سے محبت کرتے اور ہر روز روٹیوں کے انبار لوگوں میں تقسیم کرواتے
(سیر اعلام ۱۶۔۲۷۴)	

۵۔اعلیٰ عقائد

اچھے عقائد کے مالک تھے، شیخ ابن خلکان کہتے ہیں۔

وکان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیده	اعلیٰ اخلاق اور نہایت ہی متواضع اور اعلیٰ عقائد کے مالک تھے۔
(وفیات الاعیان ۳۔۵۳۹)	

ان کے میلاد النبی ﷺ کے انعقاد اور سجانے کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ تمام کا بیان تو نہیں ہوسکتا کچھ ذکر کر دیتے ہیں۔

وھو ان اھل البلاد کا نوا قد سمعوا بحسن اعتقاده فیه فکان فی کل سنة یصل الیه من البلاد القریبة من اربل مثل بغداد والموصل والجزیرة و	تمام شہروں والے میلاد شریف کے حوالہ سے ان کے حسن اعتقاد کا علم رکھتے تھے لہٰذا ہر سال قریبی شہروں بغداد، موصل، جزیرہ، سنجار، نصیبین، بلاد عجم اور علاقوں سے کثرت کے ساتھ فقہاء، صوفیہ،

سنجار و نصيبين و بلاد العجم وتلك النواحي. خلق كثير من الفقهاء والصوفية والوعاظ والقراء والشعراء

(وفيات الاعيان' ۳۔ ۵۳۷)

واعظین' قراء اور شعراء شرکت کے لئے آیا کرتے۔

شیخ زکریا بن محمود قزوینی (۶۸۲) ان کے عقائد کا بیان یوں کرتے ہیں۔

وكان معتقداً فى اهل التصوف

(آثار البلاد۔۲۹۰)

یہ اہل تصوف (صوفیہ) کے معتقد تھے۔

۶۔ نمایاں دیندار حکمران

تمام اہل تاریخ اس پہ متفق ہیں کہ یہ حکمران نمایاں دیندار حکمرانوں میں سے ہیں۔

ا۔ امام شمس الدین محمد عثمان ذہبی (۷۴۸) ان کے دیندار ہونے کا تذکرہ یوں کرتے ہیں' سلطان صلاح الدین ایوبی نے مظفر الدین کو اربل اور شہر زور کا سربراہ مقرر کیا۔

وكان من ادين الملوك واجودهم واكثرهم براً

(العبر فی خبر من غبر: ۲۔۲۲۵)

یہ نہایت ہی دیندار' سخی اور نیک حکمران تھے۔

۲۔ امام شہاب الدین ابن العماد (۱۰۸۹) انہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وكان من ادين الملوك واجودهم واكثرهم براً

یہ ان بادشاہوں میں سے ہیں جو نہایت دیندار' سخی' نیک اور

ومعروفا — معروف تھے۔

(شذرات الذہب: ۷۔۲۴۴)

۳۔ ابھی اوپر امام ذہبی (۷۴۸) کے حوالہ سے گزرا۔ اسے اہل دین کے ساتھ محبت تھی۔

ویحب الفقهاء والمحدثين — یہ فقہاء ومحدثین سے پیار کرنے والے تھے

(سیر اعلام ۱۶۔۲۷۵)

۴۔ شیخ زکریا بن محمود قزوینی (۶۸۲) نے بھی ان کی یہی صفت ذکر کی ہے۔

وكل من جاء من اهل التصوف اواه واحسن اليه وانه اذا اراد السفر اعطاه دينا را ومن اتاه من اهل العلم والخير والصلاح اعطاه على قدر رتبته

(آثار البلاد ۲۹۰)

ان کے پاس جو بھی متقی آدمی آتا اسے ٹھہراتا اور خوب عزت کرتا جب وہ واپسی کا ارادہ کرتا تو اسے دینار دیتے' جو بھی اہل علم' خیراور صاحب تقویٰ ان کے پاس آتا وہ اسے اس کے درجہ کے مطابق دیتا۔

اکثر وقت ان کا اہل دین وعلم کے ساتھ ہی بسر ہوتا' شیخ ابن خلکان کہتے ہیں وہ دیگر مراکز ہسپتال' مرکز معذوروں اور مہمان خانہ میں جاتے مگر۔

بنى مدرسة رتب فيها فقهاء الفريقين من الشافعية والحنفية وكان كل وقت يأتيها بنفسه

(وفیات الاعیان' ۳۔۵۳۶)

انہوں نے مدرسہ بنایا جس میں شافعی اور حنفی علماء مقرر کیے اور اکثر وقت وہاں بسر کرتے۔

یہ تمام اہل علم انہیں نمایاں اور بڑا دیندار حکمران بتا و مان رہے ہیں مگر ہمارے دور کے کچھ لوگ انہیں بے دین اور عیاش قرار دے رہے ہیں۔ قارئین فیصلہ خود ہی کر لیجئے۔

اثار حسنہ

ان کی دینداری کا اندازہ اس سے بھی لگایئے کہ اہل تاریخ نے ہر جگہ یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اپنے بعد اچھی یادیں اور آثار حسنہ چھوڑے۔

حافظ ابن کثیر (۷۷۴) لکھتے ہیں۔

احد الملوك الامجاد له اثار حسنة وقد بنى الجامع المظفری بسفح قاسیون فی دمشق

(البدایہ:۱۳۔۱۴۷)

یہ بزرگ حکمران ہیں انہوں نے اچھی یادیں چھوڑیں، سفح قاسیون دمشق میں عظیم جامع مسجد مظفری تعمیر کروائی۔

عرفات تک پانی

یہ پہلے حکمران ہیں جنہوں نے حاجیوں کی تکلیف و پریشانی دور کرنے کے لئے عرفات تک پانی پہنچانے کا اہتمام و انتظام کیا، امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸) ان کی اس خدمت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

وهو اول من اجری الماء الی عرفات وعمل ابارا بالحجاز

(تاریخ الاسلام، سن ۶۲۱ تا ۶۳۰)

یہ پہلے حکمران ہیں جنہوں نے عرفات تک پانی پہنچانے کا بندوبست کیا اور حجاز کی سرزمین پر کنویں کھدوائے۔

شیخ ابن العماد حنبلی (۱۰۸۹) کے الفاظ ہیں۔

ولہ بمکۃ حرسہا اللّٰہ تعالیٰ آثار جمیلۃ وھو اول من اجری الماء الی جبل عرفات لیلۃ الوقوف و غرم علیہ جملۃ کثیرۃ وعمل بالجبل مصانع للماء

(شذرات الذہب ۷، ۶۴۵۲)

ان کے مکۃ المکرمہ (اللہ تعالیٰ اس کو حفاظت میں رکھے) میں آثار جمیلہ ہیں یہ پہلے حکمران ہیں جنہوں نے حجاج کے لئے عرفات تک پانی کا انتظام کیا اور اس کی وجہ سے کثیر رقم بطور قرض لی اور حجاز میں پانی کے مراکز بنوائے۔

شیخ قاضی شمس الدین ابن خلکان (۶۸۱) کا کہنا یہ ہے کہ ان کے صدقات ونیکیوں کا دائرہ حرمین شریفین تک پھیلا ہوا ہے ان میں سے کچھ یادیں ختم ہوگئیں ہیں اور کچھ ابھی باقی ہیں۔

ولہ بمکۃ حرسہا اللہ تعالیٰ آثار جمیلۃ وبعضہا باق الی الان

(وفیات الاعیان ۳، ۵۳۷)

ان کی مکہ مکرمہ (اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے) میں اچھی یادیں ہیں ان میں سے بعض ابھی تک باقی ہیں۔

یہی بات حافظ ابن کثیر (۷۷۴) نے لکھی ہے۔

وکانت صدقاتہ فی جمع القرب و الطاعات علی الحرمین وغیرہ

(البدایہ ۱۳: ۱۴۷)

ان کے تمام نیک کاموں میں صدقات کا دائرہ حرمین اور دیگر مقامات تک پھیلا ہوا ہے۔

محتاج لوگوں کے لئے مراکز

آپ نے ان کے تفصیلی حالات میں پڑھا ہے کہ انہوں نے محتاج لوگ مثلاً معذور' نابینا' بیوگان' یتامیٰ اور بیماروں کے لئے کس قدر مراکز قائم کیے تھے اور ان کی ضروریات کا وہ کتنا اہتمام کرتے۔

دینی مدارس کا قیام

ان کے صالح اور علم دوست ہونے پر یہ بھی گواہی موجود کہ انہوں نے دو ادارے ایک شوافع جبکہ دوسرا احناف کے لئے قائم کیے اور ان کے اہلیہ محترمہ نے حنابلہ کے لئے ادارہ قائم کیا۔ اور ان میں نامور علماء و فضلاء مقرر کیے گئے اور انہی اداروں سے فارغ اہل علم نے ملت اسلامیہ کی عظیم خدمت کی۔

نوٹ:۔ تاریخ اربل از شیخ ابن المستوفی کا مطالعہ کیجئے جس کا ہر صفحہ و ورق ان کی خدمت اہل علم وفضل پر شاھد عادل ہے۔

حرمین شریفین سے محبت

حرمین شریفین سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ

بنٰی له هناك تربة — وہاں اپنی قبر بنوا رکھی تھی۔

(تاریخ الاسلام)

فوت ہوتے وقت وصیت بھی کی کہ مجھے حرمین میں دفن کیا جائے شیخ ابن العماد ان کی وصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

مات فی رمضان بقلعة اربل واوصیٰ ان یحمل الی مكة فید فن فی حرم الله تعالیٰ و قال

یہ ماہ رمضان میں قلعہ اربل میں فوت ہوئے اور وصیت کی مجھے حرم الٰہی مکہ میں دفن کیا جائے تو

استجير به فحمل فی تابوت الی الکوفة ولم یتفق خروج الحاج فی هذه السنة من التتار فدفن عند امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه

(شذرات الذہب' ۷۔۲۴۶)

تابوت میں انہیں کوفہ کی طرف لے جایا گیا لیکن اس سال تتاریوں کی وجہ سے لوگ حج پر نہ جا سکے تو امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے پہلو میں دفن ہونا بھی کس قدر اعلیٰ سعادت ہے۔

۷۔ نیک وصالح حکمران

تمام اہل علم نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ یہ حکمران نہایت ہی نیک اور صالح تھا۔ امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸) ان کا مختصر تعارف یوں کرواتے ہیں۔ صاحب اربل ملک معظم مظفر الدین کوکبری ابن صاحب اربل زین الدین علی کوجک ترکمانی۔

طالت ایامه وعاش ثمانین سنة وکان فیه خیر و بر وصدقات ذکر یوسف ابن الجوزی فی تاریخه انه کان ینفق کل سنة علی مولد النبی صلی الله علیه وسلم نحو ثلاث مائة الف

(دول الاسلام: ۳۴۱)

ان کا دور حکومت طویل ہوا۔ ان کی عمر اسی سال تھی۔ وہ نیک' بھلائی وصدقات کرنے والے تھے' شیخ یوسف بن جوزی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتے۔

سیر میں کہتے ہیں۔

وکان متواضعا خیرا

(سیر اعلام: ۱۶۔۲۷۵)

نہایت ہی متواضع اور صالح حکمران تھے۔

امام ابن العماد حنبلی (۱۰۸۹) لکھتے ہیں۔

وکان من اجود الملوک واکثرهم برأ

یہ سخی اور بہت زیادہ نیک بادشاہوں میں سے ہیں۔

(شذرات الذہب:۷۔۲۴۴)

۸۔ عادل حکمران

ان کا یہ وصف بھی بیان ہوا ہے کہ یہ نہایت ہی عادل حکمران تھے حافظ عماد الدین بن کثیر (۷۷۴) کہتے ہیں۔

وکان مع ذلک شهما شجاعا فاتکا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واکرم مثواه

(البدایہ:۱۳۔۱۴۷)

وہ نہایت ہی زیرک' بہادر' مرد حر بطل حریت' عاقل' عالم و عادل تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کا ٹھکانہ اعلیٰ ہو۔

۹۔ عالم حکمران

اوپر آپ نے دیکھا ان کی دیگر صفات میں یہ بھی موجود ہے۔

کان عاقلا عالما

(البدایہ' ۱۳۔۱۴۷)

یہ حکمران نہایت دانشمند اور عالم تھے۔

۱۰۔ مسلمان قیدیوں کی آزادی

اس بادشاہ کے جو کارنامے اور خدمات ہیں ان میں سے نہایت ہی اہم خدمت ہر سال دو دفعہ بیش بہا رقم خرچ کر کے کفار سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کروانا بھی ہے۔ امام ابن العماد (۱۰۸۹) کے الفاظ میں سنیے۔

وکان یسیر فی کل سنة دفعتین جماعة من اصحابه وامنائه الی بلاد الساحل ومعهم جملة مستکثره من المال یفتك بها اسریٰ المسلمین من ایدی الکفار فاذا وصلوا الیه اعطی کل واحد شیئا وان لم یصلوا فالامناء یعطوهم بوصیة منه

(شذرات الذہب' ۷۔۲۴۵)

یہ حکمران ہر سال دو دفعہ اپنے اصحاب اور نمائندوں کو بلاد ساحل کی طرف کثیر رقم دے کر بھیجتا تاکہ مسلمان قیدیوں کو کفار سے آزادی دلوایں۔ جب آزاد ہو کر وہ قیدی ان کے پاس آتے تو انہیں رقم دیتا اور اگر نہ پہنچ پاتے تو نمائندے اس کے حکم کے مطابق انہیں رقم دیتے۔

تعداد ساٹھ ہزار

ان آزاد شدہ لوگوں کی تعداد سو دو سو نہیں بلکہ ان کی تعداد ساٹھ ہزار بنتی ہے۔ حافظ ابن کثیر (۷۷۴) کے الفاظ میں پڑھیے۔

حتی قیل ان جملة من استفکه من ایدهم ستون الف اسیر

(البدایہ' ۱۳' ۱۴۷)

حتیٰ کہ بیان یہ ہوا ہے کہ ان کے آزاد کروائے گئے مسلمان غلاموں کی تعداد ساٹھ ہزار ہے۔

۱۱۔ ایثار و کفایت شعاری

پیچھے ان کے بارے میں تفصیل سے یہی گزرا کہ یہ نہایت ہی کم قیمت اور سادہ لباس پہنتے اور اگر کوئی اعلیٰ لباس کی بات کرتا تو فرماتے اعلیٰ لباس پہننے سے کہیں میرے لئے یہ بہتر ہے کہ میں فقراء پہ خرچ کروں۔

پانچ درہم سے کم قیمت کا لباس

پڑھیے ان کی اہلیہ محترمہ ربیعہ خاتون کا بیان ہے۔

وھو یلبس قیمصا لایساوی خمسة دراھم

وہ ایسی قمیض پہنتے جس کی قیمت پانچ درہم کے برابر نہ ہوتی۔

میں نے ان سے کہا۔

لماذاتلبس ثوباً احسن واقیم من ھذا؟

تم اس سے اچھا اور قیمتی لباس کیوں نہیں پہنتے؟

فرمانے لگے۔

لبسی ثوبا بخمسة واتصدق بالباقی خیر من ان البس ثوبا مثمنا وادع الفقیر و المسکین (البدایہ: ۱۳۔۱۴۷)

میرا پانچ درہم کا لباس پہننا اور باقی رقم کا صدقہ کرنا اس سے بہتر ہے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقراء اور مساکین کو کچھ نہ دوں۔

شاہ اربل کی اس قدر اعلیٰ خدمات' عالی قدر اوصاف و اعمال پر اتنی اہم شہادتوں کے بعد کیا کوئی منصف مزاج آدمی کہہ اور سوچ سکتا ہے کہ یہ شخص بے دین' عیاش' فضول خرچ' مسرف اور دنیا پرست حکمران تھے۔ اگر کوئی کہتا ہے تو اسے اپنی قبر و اخرت کا خیال کرنا چاہیئے کیونکہ صرف یہ ان کی شخصیت پر حرف نہیں آتا بلکہ تاریخ اسلام بھی مسخ ہوتی ہے اور یہ عمل مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نقصان دہ ہے ہاں اگر کسی میں ایسی بات تحقیق سے ثابت ہے تو پھر بیان کرنے میں حرج نہیں بلکہ اسے بوقت ضرورت بیان بھی کیا جائے۔

تمام علماء نے اس عمل کو سراہا

انہوں نے حکومتی سطح پر جب محافل میلاد منانے کا اہتمام کیا تو اس میں صرف عوام ہی شریک نہ ہوتے بلکہ شہر اربل اور اس کے قرب و جوار کے تمام محدثین، فقہاء، مفسرین اور صوفیہ اس میں شریک ہوئے۔ جیسا کہ اس کا تذکرہ ان الفاظ میں آیا ہے۔ قاضی شمس الدین ابن خلکان (۶۸۱) جوان محافل کے چشم دید گواہ ہیں) لکھتے ہیں ان کے محافل میلاد کے منانے کا کیا کہنا وہ بیان سے باہر ہے ہاں کچھ کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

وھو ان اھل البلاد کانو اقد سمعوا بحسن اعتقادہ فیه فکان فی کل سنة یصل الیه من البلاد القریبة من اربل مثل بغداد و الموصل و الجزیرة وسنجار و نصیبین وبلاد العجم و تلك النواحی. خلق کثیر من الفقهاء و الصوفیة والوعاظ والقراء و الشعراء ولایزالون یتواصلون من

تمام شہروں کے لوگ میلاد شریف کے بارے میں اس کے حسن اعتقاد اور ذوق سے آگاہ تھے تو ہر سال قریبی شہروں بغداد، موصل، جزیرہ سنجار، نصیبین، بلاد عجم اور علاقوں سے کثیر فقہاء، صوفیہ واعظین، قرآء، شعراء کی کثیر تعداد اس میں شریک ہوتی۔ آمد کا سلسلہ محرم سے ابتدا ربیع الاول تک جاری رہتا۔

المحرم الی اوائل شهر ربیع الاول
(وفیات الاعیان' ۳۔ ۵۳۷)

اس محفل کی تفصیلات کے بیان میں لکھتے ہیں دوران مجلس شاہ اربل۔

یطلب واحد او احدا من الاعیان والرؤساء والوافدین لاجل هذا الموسم ممن قدمنا ذکره من الفقهاء و الوعاظ والقراء' والشعراء' ویخلع علی کل واحد

اس موقعہ پر آنے والے بڑے بڑے فقہا' واعظین' قراء' شعراء میں سے ہر ایک کو بلا کر خلعتیں اور تحائف عطا کرتا۔

(ایضاً: ۵۳۸)

پھر یہ بھی بیان کیا کہ جب کوئی اعلیٰ اور پسندیدہ چیز کھانے لگتے تو ملازمین سے کہتے۔

احمل هذا الی الشیخ فلان ممن عندهم مشهورون بالصلاح

یہ فلاں شیخ کو پیش کرو جو لوگوں کے ہاں تقویٰ میں بہت مشہور ہوتے۔

(ایضاً: ۵۳۹)

حافظ عماد الدین ابن کثیر (۷۷۴) علماء کی شرکت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

و کان یحضر عنده فی المولد اعیان العلماء و الصوفیة فیخلع علیهم ویطلق لهم

اس میلاد کے موقعہ پر ان کے ہاں بڑے بڑے علماء اور صوفیہ تشریف لاتے اور وہ انہیں خلعتیں اور انعامات دیتے۔

(البدایہ: ۱۳۔ ۱۴۷)

ان علماء، فقہا، محدثین، واعظین صوفیہ اور پاکیزہ لوگوں کی شرکت بتا رہی ہے کہ جواز محافل میلاد پر امت کا اجماع ہے۔ اگر یہ عمل اسلام کی تعلیمات کے منافی ہوتا تو اس قدر اہل علم و فضل اس محفل میں شریک نہ ہوتے بلکہ اس کے خلاف عملاً تحریک چلاتے۔

اسی طرح اس کے بعد آنے والے اہل علم نے بھی ان کے اس اقدام کو خوب سراہا مثلاً۔

ا۔ حافظ ابن کثیر (۷۷۴) ان کے اس عمل کو سراہتے ہوئے کہتے ہیں۔

وكان يعمل المولد الشريف في ربيع الاول و يحتفل احتفالا هائلا و كان مع ذلك شهما شجاعافا تكا بطلا عاقلا عادلا .... وقد صنف ابو الخطاب ابن دحية له مجلدا في المولد............ محمود السيرة و السريرة	ربیع الاول میں محافل میلاد سجاتے اور بہت بڑی محفل کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ نہایت ہی زیرک، بہادر، مردحر، بطل حریت، عاقل و عادل حکمران تھے۔ شیخ ابوالخطاب نے ان کے لئے میلاد پر کتاب لکھی اور یہ حکمران نہایت ہی اعلیٰ سیرت کا مالک اور پاک طینت تھا۔

(البدایہ......۱۳۔۱۴۷)

۲۔ حافظ شمس الدین ذہبی (۷۴۸) ان کی دینداری، سخاوت اور کثرت نیکی کی گواہی دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وكان من ادين الملوك واجودهم واكثرهم برا ومعروفا على صغر مملكته	یہ نہایت ہی دیندار، سخی، نیک اور معروف حکمران ہے میلاد پر خرچ کرنے کے حوالہ سے ان کی مثال

وکان یضرب المثل بماینفقه کل عام فی المولد وله مدرستان واربع خوانك دار الارامل ودار الایتام ودار اللقطاء و مارستان وغیر ذلك (العبر ۔۲۔۲۲۴)

دی جاتی ہے۔ ان کے دو مدارس' چار خانقاہیں بیوگان کا مرکز' یتامی کا مرکز' لاوارث بچوں کا مرکز' ہسپتال اور دیگر مراکز تھے۔

اس دور کے چشم دید گواہ امام ابوشامہ کا فتویٰ

امام شہاب الدین عبدالرحمٰن ابوشامہ (۵۸۹۔ ۶۶۵) استاذ امام نووی نے بدعت کے خلاف مستقل کتاب ''الباعث علی انکار البدع والحوادث (بدعات کی مخالفت کا شوق) لکھی جس میں نہایت ہی واضح اور دوٹوک انداز میں شاہ اربل کے اس عمل کو پسندید اور بدعت حسنہ لکھنے کے ساتھ یہ بھی واضح کیا کہ یہ صالحین کا عمل ہے اور شاہ اربل نے ان صالحین کی پیروی کی ہے ان کے الفاظ میں پڑھیے۔

فالبدع الحسنة متفق علی جواز فعلها والاستحباب لها ورجاء الثواب لمن حسنت نیته فیها و فی کل متبدع موافق لقواعد الشریعة غیر مخالف لشئی منها ولا یلزم من فعله محذور شرعی

بدعات حسنہ جن کے جواز و استحباب پر اتفاق ہے اور اچھی نیت سے انہیں بجا لانے والا ثواب پاتا ہے یہ ہر وہ نیا کام ہے جو قواعد شرع کے موافق ہو نہ کہ مخالف۔ اور اس پر عمل سے ممنوعات شرعی لازم نہ آئے۔

اس کے بعد متعدد مثالیں دیتے ہوئے لکھتے ہیں ہمارے دور میں شہر اربل میں محفل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے۔ یہ نہایت ہی خوبصورت و احسن

عمل ہے۔

ومن احسن ماابتدع فی زماننا من هذا القبيل ما كان يفعل لمدينة اربل جبرها الله تعالیٰ كل عام فی اليوم الموافق ليوم مولد النبی صلی الله عليه وسلم من الصدقات و المعروف و اظهار الزينة والسرور فان ذلك مع مافيه من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبة النبی صلی الله عليه وسلم و تعظيمه و جلالته فی قلب فاعله و شكرا الله تعالیٰ علی مامن به من ايجاد رسوله الذی ارسله رحمة للعالمين صلی الله عليه وسلم

ہمارے دور میں اسی قبیل سے سب سے زیادہ خوبصورت عمل وہ ہے جو شہر اربل (اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے) میں ہر سال میلاد پاک کے موقعہ پر صدقات، بھلائی، اظہار زینت سرور کی صورت میں ہوتا ہے اس میں فقرا پر احسان اور انعقاد کرنے والے کے دل میں حضور ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و عزت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ہے کہ اس نے اپنے عظیم رسول کو بصورت تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر پیدا فرمایا۔

اس کے بعد اس مقدس عمل پر یوں تائیدلاے ہیں کہ شہر موصل میں سب سے پہلے یہ عمل نہایت ہی کامل بزرگ عالم نے شروع کیا۔

وكان اول من فعل ذلك بالموصل الشيخ عمر بن محمد الملا احد الصالحين المشهورين وبه اقتدی فی

سب سے پہلے یہ عمل شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد ملا نے کیا جو نہایت ہی مشہور صالح بزرگ تھے صاحب اربل اور دیگر لوگوں نے

ذلك صاحب اربل وغیرہ رحمہ اللہ تعالی
(الباعث علی انکار البدع والحوادث‘ ۳۱)

ان کی پیروی میں یہ عمل شروع کیا۔

حضرت ملا علی قاری نے اس فتویٰ کا ذکر یوں کیا ملک مظفر شاہ اربل محفل سجاتے۔

اثنی علیه به العلامة ابو شامه احد شیوخ النووی السابق فی الاستقامة فی کتابه الباعث
(المورد الروی: ۳۰)

امام نووی کے استاد علامہ ابوشامہ جو صاحب استقامت ہیں نے ان کے اس عمل کی خوب تعریف کی ہے۔

امام کرخی حنفی (۲۶۰۔۳۴۰) کا معمول

یہاں ایک اور امت کے مسلمہ بزرگ کا عمل بھی سامنے لے آتے ہیں جن کا اسم گرامی امام اجل ابوالحسن عبید اللہ کرخی ہے۔ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن کہتے ہیں۔

روی عن الامام الزاهد الكرخي وهو امن زهاد القرن الرابع الهجرى انه كان يولى يوم مولد الرسول صلى الله عليه وسلم ماهو خليق به من تعظيم و تقديس وقد احتفل المسلمون منذ ذلك الحين بليلة مولد الرسول صلى الله عليه وسلم

(مجلہ لواء الاسلام، ربیع الاول ۱۳۶۸: ۴۸۔۴۹)

امام زاہد کرخی کے بارے میں ہے جو چوتھی صدی ہجری کے نہایت ہی صاحب تقویٰ عالم ہیں کہ وہ حضور ﷺ کی ولادت کے دن کی خوب تعظیم اور اس کے شایاں شان اہتمام کرتے' اس وقت سے مسلمان محفل میلاد سجاتے ہیں۔

یاد رہے اس بزرگ کا وصال ۳۴۰ ہجری ہے یعنی مصر میں فاطمی حکومت سے اٹھارہ سال پہلے ان کا وصال ہوگیا اس سے واضح ہو جاتا ہے

کہ میلاد فاطمی حکومت کی ایجاد نہیں۔

ہم نے ابتداء میں تصریح کر دی تھی کہ حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ پر خوشی کا اظہار خود رسول اللہ ﷺ کا معمول ہے۔ تو اس کا سلسلہ نجی سطح پر ہمیشہ قائم رہا اور اس بادشاہ نے حکومتی سطح پر اس کا اہتمام کیا اور وہ بھی صالحین کی پیروی میں کیا۔ پھر اس دور کے عظیم محدث حافظ ابن صلاح جیسے محدثین کے استاذ حافظ ابوالخطاب بن دحیہ (۶۳۳ھ) نے کتاب بھی لکھی۔ الغرض تمام اہل علم اس عمل کو سراہا رہے ہیں لہٰذا ہمیں بھی ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر اس عمل کو اپنا لینا چاہیئے البتہ جو جو قباحتیں در آئی ہیں ان کا ازالہ ضروری ہے آؤ وہ ہم سب مل کر دور کریں۔

امام شیخ عمر بن محمد الملا موصلی کا مختصر تعارف

یہاں شیخ عمر بن محمد ملا موصلی کا تعارف بھی ضروری ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ کس پایہ کی شخصیت ہے امام سبط ابن جوزی (۶۵۴) سلطان نور الدین زنگی کے بارے میں رقم طراز ہیں انہوں نے موصل میں جامع مسجد بنانا شروع کی تو اس کے تعمیر کی ذمہ داری شیخ عمر الملاء کو دی۔

وکان من الصالحین — اور یہ نہایت ہی صالح آدمی تھے۔

سلطان سے کہا گیا یہ کام ان کے بس کا نہیں تو کہنے لگا اگر میں یہ کام کسی حکومتی آدمی کے سپرد کرتا ہوں تو یہ ظلم و زیادتی سے خالی نہ ہوگا اور مسلمان آدمی کے ظلم سے جامع مکمل نہیں ہوا کرتی اس لئے میں نے انہیں ذمہ دار بنایا ہے؟

غلب علی ظنی انہ لا یظلم — میرا غالب گماں یہی ہے کہ یہ ظلم نہیں کریں گے

اس کے بعد شیخ کا تعارف ان کلمات میں لکھا۔

وكان عمر الملاء من الصالحين و انماسمى الملاء لانه كان يملاء تنانير الاجرويا خذ الاجرة فيتقوت بها وكان ما عليه مثل القميص و العمامة ما يملك غيره ولايملك من الدنيا شيئا وكان عالما بفنون العلم

شیخ عمر ملا صالح عالم ہیں الملاء کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اینٹوں سے تنور بھرتے اور اس پر اجرت و مزدوری حاصل کر کے گزارہ کرتے۔ صرف قمیض اور عمامہ کے مالک تھے اس کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا اور دنیا میں کسی شے کے مالک نہ تھے اور وہ کئی علوم وفنون کے ماہر تھے۔

ان کی عظمت و مقام کا عالم یہ ہے۔

وجميع الملوك والعلماء والاعيان يزورونه ويتبر كون به وصنف كتاب سيرة النبى صلى الله عليه وسلم

تمام حکمران، اہل علم اور کبار لوگ ان کی زیارت کرتے اور ان سے تبرک حاصل کرتے۔انہوں نے سیرت نبوی ﷺ پر کتاب لکھی۔

ان کے معمولات میں سے یہ بھی تھا۔

وكان يعمل مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم كل سنة ويحضره عنده صاحب الموصل والاكابر

یہ ہر سال حضور ﷺ کا میلاد مناتے اور اس میں موصل کا سربراہ اور دیگر اکابرین شریک ہوتے۔

سلطان نورالدین زنگی:

كان يحبه ويكاتبه

(مراۃ الزمان، ۸۔۳۱۰)

ان سے محبت کرتا اور خط وکتابت ان سے رکھتا۔

حافظ ابن کثیر (۷۷۴) لکھتے ہیں سلطان کی اپنے تمام عمال اور امراء کو ہدایت تھی۔

فما امرهم بهم شئ امتثلوا و كان من الصالحين الزاهدين وكان نور الدين يستقرض منه فى كل رمضان مايفطر عليه وكان يرسل اليه بقتيت ورقاق فيفطر عليه جميع رمضان

جب یہ کوئی حکم دیں تو اسے بجا لاؤ اور یہ نہایت ہی صالح اور زاہد بزرگ ہیں۔ سلطان نور الدین ان سے افطاری کے لئے اشیاء مانگا کرتا تو یہ اس کی طرف کچھ خوراک اور روٹی کے ٹکڑے بھیجتے جن پہ تمام رمضان میں افطاری کرتا۔

خط کا ذکر

پھر انہوں نے شیخ کا ایک خط نقل کیا جس میں انہوں نے مفسدین کے قلمع قمع کے لئے تجاویز دی ہیں لیکن سلطان نے جواباً لکھا کہ اس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو شریعت میں نہیں لہذا ان کا نفاذ نہیں کیا جا سکتا۔

(البدایہ:۱۲)

کیا یہ بات یہ بتا نہیں رہی کہ محفل میلاد اگر درست عمل نہ ہوتا تو سلطان اسے بھی منع کرتا لیکن اس میں تو تمام اہل علم سلطان سمیت شریک ہوا کرتے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ محفل میلاد کے عمل سے کسی بھی شخص کو اختلاف نہیں۔

اعتراضات کی حقیقت

چونکہ اس صالح حکمران کے بارے میں خوب تفصیلات سامنے آچکی ہیں لہٰذا اب ہم مخالفین کی طرف سے وارد کردہ اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ ان میں کس قدر صداقت ہے جو اعتراضات ان پہ اٹھائے گئے ان میں سے پہلا یہ ہے۔

ا۔ یہ بے دین حکمران تھا

مولانا سرفراز صفدر نے یہ اعتراض ان الفاظ میں کیا ہے۔

یہ بدعت (مجلس میلاد) اگر سوجھی تو ایک مسرف بادشاہ کو اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی کو؛ یہ بدعت ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں مظفر الدین کوکبری بن اربل (المتوفی ۶۳۰ھ) کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرف اور دین سے بے پرواہ بادشاہ تھا۔ (دیکھیے ابن خلکان وغیرہ)۔

جواب: نہایت ہی دیندار حکمران

ا۔ سب سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ تاریخ ابن خلکان میں ان کے بارے میں کوئی ایسا جملہ موجود نہیں اگر ابن خلکان نے اس حکمران کو بے دین لکھا ہی نہیں تو کیا ان کا حوالہ دینا دیانتداری ہے؟ انہوں نے ہر جگہ موصوف کو نہایت ہی دیندار قرار دیا ہے۔

۲۔ وغیرہ کا لفظ بھی ساتھ ہے لیکن جس کتاب کا نام واضح طور پر لکھا اس میں ہرگز ایسی بات کہیں نہیں۔

۳۔ پیچھے تمام اہل علم سے تصریحات آچکی ہیں کہ یہ حکمران ان حکمرانوں میں سے ہیں جو نہایت ہی دیندار تھے۔ان کے ان الفاظ پر دوبارہ نظر ڈال لیں۔

عالم اسلام کے عظیم محقق نقاد امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸) کے الفاظ ہیں۔

وکان من ادین الملوك واجودھم واکثرھم برا ومعروفا	یہ نہایت ہی دیندار، سخی اور بہت زیادہ نیک اور صالح حکمران تھے۔

(العبر، ۲۔۲۲۴)

بعینہٖ یہی الفاظ شیخ ابن العماد حنبلی (۱۰۸۹) کے ہیں۔

وکان من ادین الملوك	یہ نہایت ہی دیندار حکمران تھے۔

(شذرات الذھب:۵۔۱۳۸)

شیخ ابن خلکان کے اقتباسات

چونکہ حوالہ شیخ ابن خلکان کا دیا گیا ہے لہٰذا ان کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔ ان کے کردار کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اما سیرته فلقد کان له فی فعل الخیرات غرائب لم یسمع ان احداً فعل فی ذلك ما فعله	ان کی سیرت یہ ہے کہ انہوں نے اس قدر اعلیٰ کام کیے جو نہ سنے اور نہ کسی نے کیے۔

اپنے علاقہ میں برائی داخل نہ ہونے دیتے۔

انہ کان لا یتعاطی المنکر ولا یمکن من ادخالہ البلد

وہ برائی کو اٹھنے نہ دیتے اور نہ ہی اسے شہر میں داخل ہونے دیتے۔

اعلیٰ عقائد واخلاق

ان کے اخلاق اور عقائد کے بارے میں کہتے ہیں۔

وکان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدہ سالم البطانۃ شدید المیل الی اھل السنۃ و الجماعۃ لاینفق عندہ من ارباب العلوم سوی الفقھاء و المحدثین

اعلیٰ اخلاق، نہایت ہی متواضع، اچھے عقائد، سلیم العقل اور اہل سنت و جماعت تھے وہ فقہاء اور محدثین کرام پر ہی زیادہ خرچ کیا کرتے۔

آگے کہتے ہیں۔

ولواسقیصت فی تعداد محاسنہ لطال الکتاب وفی شھرۃ معروفہ غنیۃ عن الاطالۃ

اگر میں ان کے محاسن شمار کروں تو کتاب طویل ہو جائے ان کا دیندار ہونا تحریر کا محتاج ہی نہیں۔

یہ ان کی سن سنائی باتیں نہیں بلکہ مشاہدہ ہے۔

مع الاعتراف بجمیلۃ فلم اذکر منہ شیاء علی سبیل المبالغۃ بل کل ما ذکرت عن مشاھدۃ وعیان وربما حذفت بعضہ طلبا للایجاز

ان کے اوصاف کے اعتراف کے باوجود میں نے بطور مبالغہ کچھ نہیں لکھا بلکہ یہ تمام میرا مشاہدہ ہے اور اختصار کی وجہ سے بہت سی چیزیں میں نے حذف کر دی ہیں۔

(وفیات الاعیان:۳_۵۳۹)

حافظ عماد الدین ابن کثیر (۷۷۴) انہیں عالم عادل، مفکر، زیرک بہادر کہنے کے بعد فرماتے ہیں۔

محمود السيرة والسريرة — یہ اعلیٰ سیرت اور پاک طینت حکمران تھے۔
(البدایہ:۱۳۔۱۴۷)

شیخ اشرف غسانی نے لکھا۔

كان عادلاً شجاعاً جواداً حسن السيرة جيد السياسة — عادل، بہادر، سخی، اعلیٰ کردار اور عمدہ سیاستدان تھے۔
(العسجد المسبوک:۱۔۴۵۳)

دیکھا یہ تمام لوگ انہیں اعلیٰ کردار، پیکرِ سخاوت اور نمایاں دیندار حکمران بتا رہے ہیں کچھ تفصیل پیچھے بھی گذری ہے اس کے باوجود ہم انہیں بے دین کہیں تو ہمیں ارشاد الٰہی اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا (اپنا اعمال نامہ پڑھیے تمہارے حساب کے لئے آج کے دن یہی کافی ہے) سامنے رکھنا چاہیئے۔

۲۔ لوگوں سے ظلماً مال وصول کرنا

مخالفین ان کی شخصیت پر دوسرا اعتراض یہ اٹھاتے ہیں کہ یہ حکمران ظالم تھا کیونکہ رعایا سے من مانی کرتے ہوئے مال وصول کرتا۔

محترم مبشر لاہوری شیخ یاقوت حموی کے حوالہ سے کہتے ہیں۔

یہ گورنر (شاہ اربل) بڑا ظالم تھا۔ عوام پر تشدد کرتا بلاوجہ لوگوں کے اموال ہتھیالیتا اور اس مال دولت کو غریبوں، فقیروں پر خرچ کرتا اور قیدیوں کو آزاد کروانے میں صرف کرتا۔

(ماہنامہ محدث جون۔۲۰۰۳ء)

جواب:۔

۱۔ جو لوگ مشاہدہ ملاقات رکھنے والے ہیں مثلاً قاضی شمس الدین ابن خلکان، ابن المستوفی اور امام ابوشامہ انہوں نے اس حاکم کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی۔

۲۔ پیچھے تفصیل کے ساتھ گزرا ہے یہ نہایت ہی دیندار حکمران تھا۔ اگر بقول مخالفین یہ ظالم تھا تو پھر اہل علم و فضل نے اسے دیندار و نیک و صالح حکمران کیسے قرار دے دیا۔

۳۔ پیچھے رعایا کے لئے ان کی خدمات کا ذکر بھی آیا ہے نے رعایا سے مال ہتھیانے والوں کا یہ عمل کہاں ہوتا ہے وہ تو اسے اپنی عیاشیوں میں صرف کرتے ہیں نہ کہ رعایا پر۔

۴۔ پھر تمام نے یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ یہ حکمران رعایا پر نہایت ہی شفیق تھے۔

ملک اشرف غسانی کہتے ہیں یہ حکمران۔

حسن السیرة جید السیاسة	اعلیٰ کردار، عمدہ سیاست دان اور
عطوفا علی الرعیة	رعایا پہ نہایت ہی شفیق تھا

(العسجد المسبوک: ۱۔۴۵۳)

۵۔ اسے تمام اہل تاریخ نے عادل قرار دیا ہے۔ حافظ ابن کثیر (۷۷۴) کہتے ہیں۔

کان عاقلاً عالماً عادلاً	یہ حکمران نہایت ہی عاقل، عالم اور عادل تھے

ایک جگہ کہتے ہیں۔

احد الملوک الامجاد	یہ بزرگ حکمرانوں میں سے ہیں

پھر کہتے ہیں۔

محمود السيرة والسريرة — اعلیٰ سیرت اور پاک طینت والے تھے (البدایہ: ۱۳۔ ۱۴۷)

ظالم حکمران کے بارے میں ایسے کلمات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔

۶۔ اصل صورت حال

لیکن ان تمام آراء کے باوجود ہم اصل صورت سامنے لانا ضروری سمجھتے ہیں۔

اگر آپ شیخ سبط ابن جوزی (۶۵۴) کی موصوف حکمران کے بارے میں نقل کردہ تحریر پر نظر ڈال لیں تو معاملہ نہایت ہی اشکار ہو جائے گا۔

پہلے انہوں نے اس حکمران کے اوصاف و کمالات اور مناقب نقل کیے ہیں مثلاً انہوں نے حلف اٹھا رکھا تھا میں اموال فلاحی کاموں میں خرچ کروں گا۔ محفل میلاد سجاتا جس میں اس دور کے عظیم علماء، فقہاء، قراء اور صوفیہ کرام شریک ہوتے۔ بزم سماع منعقد کرتا۔ اہل علم کی حسب درجہ خدمت کرتا، تمام لوگوں کی ضروریات کے لئے الگ الگ مراکز بنوائے۔ ہر سال کفار سے مسلمانوں کو آزاد کرواتا۔ سادگی اور کفایت شعاری میں اپنی مثال تھا یہ تمام صدقات ان کے علاوہ ہیں جو وہ مخفی طور پر کرتا۔

لوگوں کی زبانیں

یہ اوصاف لکھنے کے بعد لکھا۔

قلت و مع هذا المناقب فلا يسلم من السنة الناس ويقولون — میں کہتا ہوں ان تمام اوصاف و مناقب کے باوجود لوگوں کی

هذا يصادر ديوانه ودواوينه و كتابه و يستأصلهم .... وذكروا اشياء اخر من ذا من السنة الناس يسلم؟ اللهم غفرا (مراۃ الزمان: ۸۔۶۸۳)	زبانوں سے یہ بھی محفوظ نہیں رہے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنے وزراء دواوین اور ملازمین سے ظلماً مال وصول کرتا .... اس کے علاوہ اور بھی چیزیں لوگوں نے کہی ہیں مگر لوگوں کی زبانوں سے کون بچا ہے؟ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

کیا اس عبارت کا ایک ایک لفظ وحرف بول کر آگاہ نہیں کر رہا کہ یہ ان پر محض الزام ہے۔ یہ مخالفت برائے مخالفت ہے اس بات کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔

الغرض شیخ سبط بن جوزی نے اصل حقیقت واضح کر دی ہے کہ یہ حکمران ہرگز ظالم نہیں ہاں کچھ لوگوں نے ایسی بات کہی ہے مگر درست نہیں۔

۷۔ توجیہہ بھی کی

پھر شیخ سبط بن جوزی (۶۵۴) نے لوگوں کا یہ اعتراض نقل کر کے اس کی توجیہ کرتے ہوئے یہ جواب بھی دیا۔

ولعله اطلع منهم علی خیانات فرأی اخذا الاموال وانفاقها فی ابواب الخیر والقربات اولیٰ (مراۃ الزمان: ۸۔۶۸۳)	ممکن ہے وہ ان کی خیانتوں پر مطلع ہو تو اس نے ان سے مال لے کر اچھے اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنا بہتر محسوس کیا ہو۔

۸۔ کیا مخالفین کا فرض نہیں تھا کہ اگر انہوں نے ان کے ظلم کی بات

نقل کی تو اس کے ساتھ اہل علم نے جواباً جو کچھ لکھا اسے بھی نقل کر دیتے مثلاً ابھی آپ نے پڑھا شیخ سبط ابن جوزی نے لکھا۔

مع هذه المناقب فلا یسلم من السنة الناس (ایضاً)

ان اوصاف و مناقب کے باوجود لوگوں کی زبانوں سے وہ محفوظ نہیں رہا

پھر ان کے اس عمل کی توجیہہ بھی کی۔

۹۔ اس طرح امام یاقوت حموی نے اگر یہی بات کہی تھی تو ساتھ انہوں نے ان کی صالحیت میں اشکار کر دی تا کہ معاملہ واضح رہے' ان کے الفاظ یہ ہیں۔

وطباع هذا الامیر فمختلفة متضادة فانه کثیر الظلم عسوف بالرعیة راغب فی اخذ الاموال من غیر وجهها وهو مع ذلك مفضل علی الفقراء کثیر الصدقات علی الغرباء و یسیسر الاموال الجمة الوافرة یستفك بها الاساری من ایدی الکفار

اس حکمران کی طبیعت میں تضاد ہے یہ بہت زیادہ ظلم اور رعایا سے من مانی کرتے ہوئے مال غصب کرنے والا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ فقرا پر شفقت کرنے والا' مسافروں پر کثیر رقم خرچ کرنے والا اور کثیر اموال خرچ کر کے کفار سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کروانے والا تھا۔

(معجم البلدان: ۱۔۱۳۸)

شیخ یاقوت حموی کی بات کا تجزیہ

شیخ یاقوت حموی کی اس بات کا تجزیہ نہایت ضروری ہے۔

۱۔ انہوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ حکمران 'مساکین' یتامیٰ اور

مسافروں کی خوب خدمت کرتا اور مسلمانوں قیدیوں کی آزادی کے لئے کثیر رقم خرچ کرتا۔

۲۔ ان کا یہ کہنا یہ کہ رعایا پر ظلم کرتا ہے۔ ان وجوہ کی بناء پر محل نظر ہے۔

یہ بات ان کے سوا کسی نے نہیں کی۔تمام اہل تاریخ نے اس حکمران کو عادل، صالح، نیک، دین دار، اعلیٰ کردار والا اور رعایا پر شفقت کرنے والا ہی لکھا ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پیچھے گزرا۔ کچھ حوالہ جات پر نظر ڈال لیجئے۔

۱۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وکان عاقلاً عالماً عادلاً	یہ حاکم نہایت ہی دانش مند، عالم اور عادل تھا۔

پھر لکھا۔

محمود السیرة والسریرة (البدایہ:۱۳۔۱۴۷)	اس کی سیرت و کردار نہایت ہی اعلیٰ تھا۔

۲۔ چشم دید گواہ شیخ ابوالعباس ابن خلکان (۶۸۱) لکھتے ہیں۔

لو استقصیت فی تعداد محاسنه لطال الکتاب و فی شهرة معروفه غنیة عن اطالة (دفیات الاعیان: ۳۔۵۳۹)	اگر میں ان کے تمام محاسن جمع کروں تو کتاب طویل ہو جائے لیکن ان کا نیک ہونا اس قدر مشہور ہے کہ طوالت کا محتاج نہیں۔

۳۔ اسی طرح اہل علم نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ یہ رعایا پر نہایت شفیق تھے۔ شیخ ملک اشرف غسانی کہتے ہیں۔

كان عادلًا جوادا حسن السيرة جيد السياسية عطوفا على الرعية

یہ حکمران عادل، سخی، اعلیٰ سیرت عمدہ سیاست دان اور رعایا پر نہایت ہی مہربان تھے۔

(العسجد المسبوک: ۱۔۴۵۳)

اگر یہ اس قدر ظالم تھا تو کوئی تو نشاندہی کرتا۔

سوال۔ شیخ سبط ابن جوزی (۶۵۴) نے بھی ان کے ظلم کی بات کہی ہے۔

جواب۔ پیچھے آ گیا ہے کہ انہوں نے یہ بات ہر گز نہیں کہی انہوں نے تو انہیں نہایت ہی عادل و صالح حکمران قرار دیا ہے بلکہ ان کی صفائی دیتے ہوئے کہا۔

مع هذا المناقب فلا يسلم من السنة الناس ويقولون هذا .... وذكروا اشياء اخر من ذا من السنة الناس يسلم؟

(مراۃ الزمان: ۸۔۶۸۳)

ان اوصاف کے باوجود وہ لوگوں کی زبانوں سے نہ بچ سکے اور انہوں نے یہ یہ کہا........ لیکن کون ہے؟ جو لوگوں کی زبان سے بچ نکلا ہے۔

۴۔ ظالم کہنے والوں کی اہل علم نے یہ کہتے ہوئے تردید کر دی ہے کہ کچھ لوگوں نے ایسا کہا ہے اور یہ حقیقت کے خلاف ہے۔

۵۔ پھر ان کے دیگر تمام اوصاف تقاضا کر رہے ہیں کہ ان میں ایسی بات ہر گز نہیں، اگر ایسی بات ہوتی تو تمام اہل علم انہیں عادل و اعلیٰ سیرت والا قرار نہ دیتے۔

۶۔ پھر تمام اہل تاریخ نے انہیں نمایاں دین دار حکمران بتایا ہے اگر یہ ظالم ہوتا تو ایسے حکمران کو دیندار کہنا ہی سراسر زیادتی و ظلم ہے۔

۳۔ ترغیب اجتہاد

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ لوگوں کو اجتہاد کی ترغیب دے کر اس پر عمل کی تلقین کرتا' مولانا سرفراز صفدر نے القول المعتمد کے حوالہ سے لکھا۔

یأمر علماء زمانه ان یعملوا باستنباطهم واجتهادهم وان لا یتبعوا المذهب غیرهم حتی مالت الیه جماعة من العلماء و طائفة من الفضلاء

یہ اپنے دور کے اہل علم سے کہتا اپنے اجتہادات اور استنباط پر عمل کیا کرو اور کسی مذہب کی پیروی نہ کرو حتیٰ کہ علماء کی جماعت اور فضلاء کا ایک گروہ اس طرف مائل بھی ہوگیا۔

(راہ سنت: ۱۶۲)

مولانا سعید الرحمٰن علوی کے الفاظ ہیں۔

موصل کے حکمران مظفر الدین کوکری بن اربل نے یہ دھندہ (محفل میلاد) شروع کیا یہ ذات شریف کون تھی فضول خرچ بادشاہ' ہر کس و ناکس کو اجتہاد کی ترغیب دے کر اس پر عمل کی تلقین کرنے والا' پہلا شخص جس نے میلاد کی بدعت گھڑی۔

(محدث: جون ۲۰۰۳)

جواب:

ا۔ تمام اہل تاریخ نے تصریح کی ہے یہ حکمران اہل سنت اور آئمہ کی تقلید کرنے والا تھا۔ شیخ ملک اشرف غسانی نے اسی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

وکان یمیل لمذهب ابی حنیفة

یہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی

والشافعی کا مقلد تھا۔

(العسجد المسبوک: ۱-۴۵۳)

۲۔ ان کی تقلید آئمہ کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے شوافع' احناف اور حنابلہ کے لئے باقاعدہ مدارس قائم کیے۔

قاضی شمس الدین ابوالعباس ابن خلکان (۶۸۱) لکھتے ہیں۔

وبنی مدرسة رتب فیها فقهاء الفریقین من الشافعیة والحنفیة وکان کل وقت یأتیها بنفسه

اس نے مدرسہ بنایا جس میں شوافع اور احناف کے فقہاء اساتذہ مقرر کیے اور ہر وقت یہ وہاں آتے جاتے۔

(وفیات الاعیان: ۳-۵۳۶)

امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸) نے بھی اسی کے حوالہ سے لکھا۔

وبنی مدرسة للشافعیة والحنفیة وکان یأتیها کل وقت

شوافع و احناف کے لئے مدرسہ بنایا اور وہاں ان کی اکثر آمدروفت ہوتی۔

(تاریخ الاسلام: ۴۵-۴۰۳)

یہ حکمران ان لوگوں کی تحقیقات و اجتهادات کی اشاعت کے لئے ادارے قائم کر رہا ہے۔ لیکن ہم اسے ائمہ مجتهدین کے مخالف قرار دے رہے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟

۳۔ جو عبارت مولانا سرفراز صفدر نے نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں کہ وہ اہل علم و فضل سے اجتهاد کا کہتا نہ کہ ہر کس و ناکس کو لیکن مولانا علوی نے تو یہ لکھ دیا۔

ہر کس و ناکس کو اجتہاد کی ترغیب دے کر اس پر عمل کی تلقین کرتا۔
(محدث: جون ۲۰۰۳)

یہ سراسر زیادتی ہے جو علماء کے شایاں شان نہیں۔

۴۔ نفس پرست حکمران

چوتھا اعتراض ان پر یہ اٹھایا گیا ہے کہ اس بادشاہ نے محفل میلاد کا سلسلہ اپنی سیاست کو چمکانے اور نفس پرستی کے لئے کر رکھا تھا۔

مولانا صفدر صاحب لکھتے ہیں۔

رعایا کی سادگی اور مذہبی شوق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس نے اپنی ملکی سیاست کو محفوظ کیا اور حظ نفس کے لئے راستہ ہموار کیا۔
(راہ سنت: ۱۶۳)

جواب:

اس سلسلہ میں ہم ان کی اہلیہ محترم ربیعہ خاتون (سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہمشیرہ) کی بات نقل کردیتے ہیں تاکہ ان کی نفس پرستی واضح طور پر سامنے آجائے اور یہ بات تمام اہل تاریخ نے نقل کی ہے آیئے پڑھیے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

قالت زوجته ربيعة خاتون بنت ايوب، كان قميصه لايساوى خمسة دراهم فعاتبته بذلك فقال لبسى ثوبا بخمسة واتصدق بالباقى خير من البس

ان کی اہلیہ ربیعہ خاتون بنت ایوب بیان کرتی ہیں میرے خاوند کی قمیص پانچ درہم کے برابر بھی نہ ہوتی۔ میں ان سے ناراض ہوئی تو فرمایا میرا پانچ درہم کا لباس

ثوبا مثمنا وادع الفقیر والمسکین
(البدایہ: ۱۳۔۱۴۷)

پہننا اور باقی کا صدقہ کرنا بہتر ہے اس سے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقراء و مساکین کو چھوڑ دوں۔

شیخ سبط یوسف بن جوزی (۶۵۴) نے ان کی اہلیہ سے یہی بات یوں نقل کی ہے۔

کان ثوبہ یساوی خمسة دراھم من خام

ان کا لباس کھردرہ پانچ دراہم کے برابر تھا۔

میں نے ان سے کہا۔

لو لبست الین من ھذا؟ فان بذلك لایحتمل الخشن

کاش آپ نرم لباس پہنیں، کیونکہ تمہارا بدن اس کھردرے لباس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

فرمانے لگے بتائیے ان میں سے۔

ایما اصلح و اکثر اجرا انی البس ثوبا بعشرة دراھم او البس ثوبا بخمسة دراھم واتصدق بخمسة علی فقیر و مسکین

کون سا عمل زیادہ بہتر اور اجر والا ہے میرا دس درہم کا لباس پہننا یا پانچ کا لباس پہننا اور پانچ کا فقرا و مساکین پر صدقہ کرنا۔

(مراۃ الزمان: ۸۔۶۸۰)

جو حکمران فقرا و مساکین کا اس قدر خیال کرتا ہے کہ قیمتی لباس پہننے کے لئے تیار نہیں اسے نفس پرست کہنا ہرگز درست نہیں کیونکہ نفس پرست حکمران کے طور و طریقے اور ہوتے ہیں۔

۵۔ یہ فضول خرچ تھا

اس پر یہ بھی اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ یہ فضول خرچ تھا' مولانا سرفراز صفدر کے الفاظ ہیں۔

اور یہ مسرف بادشاہ بیت المال اور رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت (محفل میلاد) اور جشن پر صرف کر دیتا تھا اور اس طرح ان نے رعیت کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرنے کا ایک ڈھونگ رچار رکھا تھا اور بید ریغ ملک وقوم کی رقم کو اس طرح برباد کر دیا کرتا تھا چنانچہ علامہ ذ ہبی (۷۴۸ھ) نقل کرتے ہیں کہ۔

کان ینفق کل سنة علی مولد النبی صلی الله علیه وسلم نحو ثلاث مائة الف

وہ ہر سال میلاد جناب نبی کریم ﷺ پہ تقریباً تین لاکھ روپیہ خرچ کیا کرتا تھا۔

(دول الاسلام: ۲۔۱۰۳)

جواب:

۱۔ سابقہ اعتراض کے جواب میں آچکا ہے کہ یہ حکمران نہایت ہی سادہ اور کفایت شعاری اس کا معمول تھا۔ وہ اپنے لئے پانچ دراہم سے زائد قیمتی لباس تک پہننا گوارا نہ کرتا۔

۲۔ یہ فقرا و مساکین اور اہل علم وفضل کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرتا۔

۳۔ یتامیٰ و مساکین کی ہر فرمائش پوری کرتا جیسا کہ تفصیل کے ساتھ گزرا ہے۔

ایسے حکمران کو فضول خرچ قرار دینا زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔

۴۔ محسوس یہ ہو رہا ہے کہ اس کے میلاد پر اخراجات کو فضول خرچی کہا

جارہا ہے جیسا کہ الفاظ اعتراض سے واضح ہو رہا ہے تو اس سلسلہ میں چند گزارشات ہیں۔

۱۔ جب محفل میلاد اچھا عمل ہے تو اس پر اخراجات کو فضول خرچی کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

۲۔ اس دور کے تمام محدثین، علماء، فقہاء وصوفیہ اس میں شریک ہوتے پھر ان تمام نے اور بعد کے علماء نے ان کے اس عمل کو خوب سراہا ہے اگر یہ اسراف وفضول خرچی تھی تو اہل علم وفضل نے اسے کیسے قبول کیا۔ پیچھے امام نووی کے استاذ امام عبدالرحمٰن ابوشامہ (۶۶۵) کے اس فتویٰ پر نظر ڈال لیجئے جو اس محفل کے بارے میں ہے۔

ومن احسن ما ابتدع فی زماننا من هذا القبيل ما كان يفعل بمدينة اربل كل عام فی اليوم لموافق ليوم مولد النبی صلی الله عليه وسلم من الصدقات و المعروف واظهار الزينة واالسروو فان ذلك مع مافيه من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبة النبی صلی الله عليه وسلم و تعظيمه جلالته فی قلب فاعله وشكرا الله تعالیٰ علی ما من به من ايجاد رسوله الذی ارسله رحمة

ہمارے دور میں اس قبیل سے سب سے زیادہ خوبصورت عمل وہ ہے جو شہر اربل میں ہر سال میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر صدقات، بھلائی، اظہار زینت و سرور کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس میں فقراء پہ احسان اور انعقاد کرنے والوں کے دل میں حضور ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و عزت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کو بصورت تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر پیدا فرمایا،

للعالمين صلی الله علیه وسلم	اور سب سے پہلے یہ عمل شہر موصل
وکان اول من فعل ذلك	میں شیخ عمر بن محمد ملا نے کیا جو
بالموصل الشیخ عمر بن	نہایت ہی مشہور صالح بزرگ تھے
محمد الملاً احد الصالحین	صاحب اربل اور دیگر لوگوں نے
المشهورین وبه اقتدی فی	ان کی پیروی میں یہ عمل شروع
ذلك صاحب اربل وغیره	کیا۔

رحمهم الله تعالیٰ

(الباعث: ۳۶)

اگر بقول مخالفین' ان کا یہ عمل سراسر فضول خرچی' اسراف اور ڈھونگ تھا تو امت کے ان مسلمہ بزرگوں نے اس عمل کو کیوں سراہتے ہوئے ان کے حق میں فتاویٰ جاری کیے کیا امام ابوشامہ جیسے لوگ درباری تھے؟

۳۔ ہمارے پاس کیا ثبوت ہے؟ کہ وہ خزانہ سے یہ رقم خرچ کرتا' ممکن ہے وہ اپنے مال سے محفل میلاد سجاتا ہو۔

۴۔ اس موقعہ پر اخراجات کے مصارف کی تفصیل بھی پیچھے آئی ہے۔

۱۔ فقہاء' صوفیا اور علماء کو انعامات دینا۔

۲۔ فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا۔

۳۔ محفل کے شرکاء کے لئے وعظ و تلاوت کے انتظام پر خرچ کرنا۔

اگر اسے کوئی فضول خرچی کہتا ہے اس کے لئے دُعا ہی کی جاسکتی ہے۔ یاد رہے اس کے ساتھ ساتھ وہ رعایا کے حقوق بھی ادا کیا کرتا۔

۵۔ بیان میں مبالغہ

یاد رہے محفل میلاد پر اخراجات کے بیان میں کچھ مبالغہ سے بھی

کام لیا گیا ہے تمام نے لکھا ہے کہ یہ شیخ سبط ابن الجوزی نے کسی آدمی کے حوالہ سے لکھا ہے اوراس میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸) اس حکمران کے مناقب ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

قلت واما المظفر الجوزی فقال فی مرأة الزمان والعهدة علیه فانه خساف مجازف لایتورع فی مقالته، کان مظفر الدین ابن صاحب اربل ینفق فی کل سنة علی المولد ثلاثمائة الف دینار

(تاریخ اسلام، حوادثات: ۶۳۰)

میں کہتا ہوں مظفر جوزی نے مراۃ الزمان میں کہا (اور اس کی ذمہ داری ان پر ہے کیونکہ وہ گڑبڑ من مانی کرتے ہیں لہٰذا ان کا قول محتاط نہیں) کہ مظفر الدین ابن صاحب اربل ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔

سیر اعلام میں ابن جوزی کی بات نقل کر کے لکھا۔

قلت ما اعتقد وقوع هذا فعشر ذلك كثير جدا

(سیر: ۱۶۔۲۷۵)

میں کہتا ہوں، میں اس وقوعہ اور مبالغہ کو نہیں مانتا اس کا دسواں حصہ بھی کثیر ہے۔

جس امام ذہبی کا حوالہ مخالفین نے دیا وہ تو اس حکمران کی صفائیاں دے رہے ہیں یعنی شیخ سبط ابن جوزی کی تائید نہیں کر رہے بلکہ اس کی تردید کر رہے ہیں۔ دول الاسلام میں بھی ذہبی نے انہوں سے ہی نقل کیا ہے بلکہ اس سے پہلے اس حکمران کے بارے میں امام ذہبی کے الفاظ نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔

وکان فیه خیر و بر و صدقات

(دول الاسلام: ۳۴۱)

یہ حکمران نہایت ہی اعلیٰ کردار، نیک اور صدقات والا تھا۔

جب اہل علم اس عمل کو سراہا رہے ہیں اور اس پر وارد اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں کہ اس میں مبالغہ ہے تو ہمیں بھی کچھ خیال کرنا چاہئے ہر بات کو مخالف اسلام قرار دینے کی کوشش مناسب نہیں۔

نکتہ نظر سے اختلاف

ہمیں اس نکتہ نظر سے بھی اختلاف ہے کہ سب سے پہلے حکومتی سطح پر میلاد بنانے والے یہی حکمران ہیں کیونکہ اس سے پہلے بھی بعض حکمرانوں کا میلاد منانا ثابت ہے مثلاً اہل تاریخ نے سن ۴۸۴ ہجری کے تحت جلال الدولہ سلطان ملک شاہ سلجوقی کے بارے میں لکھا جب وہ مہمات سے فارغ ہو کر دوسری مرتبہ بغداد آئے تو انہوں نے خوب دھوم سے محفل میلاد کا انعقاد کیا۔

۱۔ امام عزالدین ابن اثیر شیبانی (۶۳۰) لکھتے ہیں۔

فی هذه السنة فی شهر رمضان وصل السلطان الی بغداد وهی المرة الثانية ونزل بدار المملكة ونزل اصحابه متفرقين......وعمل الميلاد بغداد و تانقوا فی عمله فذكر الناس انهم لم يروا بغداد مثله ابدا

اس سال (۴۸۴) میں ماہ رمضان میں سلطان بغداد آئے ان کی یہ آمد دوسری دفعہ تھی، وہ دارالمملکت میں اور ان کے رفقا دیگر مقامات پر ٹھہرے اور بغداد میں میلاد کروایا گیا لوگ ان کے اس عمل پر بہت ہی خوش ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی مثل بغداد میں کبھی نہیں دیکھا۔

(الکامل فی التاریخ: ۸۔ ۳۴۹)

۲۔ امام شمس الدین محمد عثمان ذہبی سن (۴۸۴) کے تحت کہتے ہیں۔

وفی رمضان وصل السلطان الی بغداد وھی القدمة الثانیة وبادر الی خدمته اخوہ تاج الدولة تتش صاحب دمشق و قسیم الدولة اقسنقر صاحب حلب و غیر ھما من امراء النواحی فعمل المیلاد بغداد و تانقوا فی عمله علی عادة العجم وانبھر الناس وراؤ اشیاء لم یعھدوہ من کثرة النیزان

(تاریخ اسلام حوادثات: ۴۸۴)

ماہ رمضان میں سلطان بغداد آئے اور یہ دوسری دفعہ آنا تھا۔ ان کی خدمت میں ان کے بھائی تاج الدولہ تتش صاحب دمشق قسیم الدولہ اقسنقر صاحب حلب اور دیگر اطراف سے مختلف امراء بھی آئے' بغداد میں میلاد کی محفل سجائی گئی اور لوگوں نے بطریق عجم ان کے اس عمل پر خوب خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم نے اس قدر روشنی کبھی نہیں دیکھی۔

سرکاری مجلس مولود

اسی بات کا تذکرہ مولانا حسن مثنیٰ ندوی نے اپنے مقالہ ''جشن میلاد نبی ﷺ'' میں کیا ہے۔ سرکاری مجلس مولود کے عنوان کے تحت کہتے ہیں۔

عہد عباسی میں جب سلطان ملک شاہ سلجوقی کو عروج ہوا تو اس کے ایک سردار ابن آبق خوارزمی نے ۴۶۸ھ میں دمشق کو فتح کیا اور خلیفہ مقتدی بامر اللہ اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ یہ وہی خلیفہ ہے جس کے زمانے میں دوسری طرف یوسف بن تاشقین کو عروج ہوا اور اس نے درخواست بھیجی کہ جس قدر ملک میرے قبضے میں ہے اس کی سند مجھ کو دے کر سلطان کا لقب مرحمت ہو۔ مقتدی نے اسے سند بھیجی۔

''سلطان'' کا لقب اور ''امیر المومنین'' کا خطاب عطا کیا۔ اسی یوسف بن تاشقین نے شہر مراقش کی بنیاد رکھی تھی۔ جو آج تک اس کی یادگار ہے بلکہ اُس دور کی بھی۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی اپنی مہمات سے فارغ ہو کر سالہا سال کے بعد جب بغداد پہنچا تو یہ ۴۸۴ھ تھا۔ اُس نے ۴۸۵ھ میں ایک مجلسِ مولود دھوم دھام سے بغداد میں منعقد کی۔ اس کا بڑا چرچا ہوا۔ یہ ایک سرکاری اہتمام کی مجلس تھی۔ اس لیے تاریخ کے صفحات میں اس کو جگہ ملی۔ اس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ مجلسِ مولود اور تذکار رسول مقبول ﷺ کا آغاز یہیں سے ہوا۔ یہ بڑی غلطی ہے' یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کا آغازِ قیام پاکستان کے بعد ہوا۔ حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ قیامِ پاکستان سے پہلے مجالسِ میلاد النبی ﷺ کتنے اہتمام سے منعقد کی جاتی تھیں۔ ماہ مبارک ربیع الاول کی چھوٹی بڑی مجلسیں تو الگ رہیں' یہ حال تھا کہ موقع مسرت کا ہو یا غم کا۔ مسلمان تذکار رسول ﷺ ہی کے دامن کا سہارا لیتے تھے۔ کوئی اپنا مکان بنا کر تیار کرتا تھا تو اس کا افتتاح بھی مجلسِ میلاد ہی سے ہوتا تھا۔ مسلمان اس کو ہمیشہ موجب برکت و سعادت سمجھتے رہے' دوسرے فیوض اس سے جو حاصل ہوتے تھے وہ علیحدہ ہیں۔ مسلمانوں کو حضور ﷺ سے والہانہ محبت ہمیشہ رہی' وہ میلاد کی مجلسوں کے علاوہ ماہ رجب میں ''شب معراج'' کا ماہِ رمضان میں ستائیسویں کی رات ''شب قدر'' کا اہتمام بھی اسی جوش و خروش سے کرتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ ماہِ صفر کے ''آخری چہار شنبہ'' کو بھی نہیں بھولتے جس دن حضور ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا۔

(سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر: ۲۔ ۴۱۱' ۴۱۲)

یہاں سے تو یہ اشکار ہو رہا ہے کہ حکومتی سطح پر میلاد ساتویں صدی

میں نہیں بلکہ پانچویں صدی میں بھی منایا گیا۔

یہ بھی عادل وصالح حکمران ہیں

کیا خبر اس حکمران کے بارے میں مخالفین میلاد کیا کہیں؟ مگر ہر مورخ نے ان کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ یہ نہایت ہی صالح اور عادل حکمران تھے کچھ حوالہ جات بھی ذکر کیے دیتے ہیں۔ شیخ ابن خلکان (۶۸۱) کہتے ہیں، ان کا لقب جلال الدولہ ہے ان کی وسیع مملکت کا یہ عالم تھا۔

وملك مالم يملكه احد من ملوك الاسلام بعد الخلفاء المتقدمين فكان فى مملكته جميع بلاد ماوراء النهرو بلاد والهياطله وباب الابواب والروم وديار بكرو الجزيرة والشام وخطب له على جميع منابر الاسلام سوى بلاد والمغرب فانه ملك من كاشغر، وهى مدينة فى اقصى بلاد الترك الى بيت المقدس طولاً ومن القسطنطينة الى بلاد الخزر وبحر الهند عرضا وكان قد قدر ممالكه ملك للدنيا

سابقہ خلفاء کے بعد مسلمانوں حکمرانوں میں اس قدر وسیع مملکت کا مالک کوئی نہیں ہوا۔ ان کی مملکت میں تمام ماوراء النہر کے علاقے، ہیاطلہ کے بلاد باب الابواب روم، دیار بکر، جزیرہ اور شام شامل تھے۔ سوائے بلاد مغرب تمام منابر اسلام پر ان کا نام خطبہ میں لیا جاتا۔ تو طول میں یہ کاشغر (جو بلاد ترک کا آخری کونہ ہے) سے بیت المقدس تک اور عرض میں قسطنطینہ سے لے کر بلاد خزر اور بحر ہند تک ان کی مملکت پھیلی ہوئی تھی، ان کے گورنروں کو دنیا کا بادشاہ قرار دیا جاتا۔

پھر ان کا کردار ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں۔

وكان من احسن الملوك سيرة حتىٰ كان يلقب بالسطان العادل

ان کی سیرت و کردار نہایت اعلیٰ و خوبصورت تھا حتیٰ کہ انہیں سلطان عادل کا لقب دیا گیا۔

(وفیات الاعیان:۴_۴۸۵)

آگے لکھتے ہیں کہ امام ابواسحاق شیرازی صاحب المھذب کے کہنے پر خلیفہ المقتدی بامر اللہ نے اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دی۔

۲۔ امام شمس الدین محمد عثمان ذہبی (۷۴۸) نے ان کی اعلیٰ سیرت اور وسیع مملکت ان الفاظ میں ذکر کی ہے۔

تملك من المدأمن مالم يملكه سلطان .... وكان حسن السيرة

یہ اتنے شہروں کے مالک تھے کہ کوئی بادشاہ اس قدر مالک نہیں ہوا........... اور ان کا کردار نہایت اعلیٰ تھا۔

(سیر اعلام:۱۴_۱۴۳)

۳۔ امام عماد الدین مؤید (۷۳۲) نے یہی شان ان الفاظ میں واضح کی۔

وكان من احسن الناس صورة ومعنى، وخطب له من حدود الصين الى آخر الشام، ومن أقاصى بلاد الاسلام فى الشمال إلى بلاد اليمن، وحملت له ملوك الروم الجزية ولم يفته مطلب، وكانت أيامه أيام عدل

یہ ظاہر و باطن میں نہایت ہی اعلیٰ انسان تھے حدود چین سے لے کر شام کے آخر شمال میں شام سے لے کر یمن تک ان کا ڈنکا بجتا ہے۔ اور ان کا دور عدل، سکون اور امن کا دور تھا۔

وسكون وأمن، فعمرت البلاد
و درت الأرزاق،
(المختصر فی اخبار البشر: ۲-۲۰۳)

۴۔ امام ابومحمد عبداللہ بن اسد یافعی (۷۶۸) نے مؤرخین کے حوالہ سے لکھا۔

ملك من مدينة كاشغر القرك الى بيت المقدس طولاً، و من قسطنطنية وبلاء الجرت الى نهر الهند عرضاً، و كان حسن السيرة محسناً الى الرعية، وكانوا يلقبونه بالملك العادل
(مراۃ الجنان: ۳-۱۰۶)

طول میں شہر کاشغر سے بیت المقدس اور عرض میں قسطنطنیہ اور بلاد جرت سے لے کر بحر ہند تک ان کی حکومت تھی۔ ان کی سیرت خوبصورت اور رعایا پہ مشفق اور انہیں لوگ بادشاہ عادل کے نام سے یاد کرتے۔

میلاد پر پہلی کتاب " التنویر فی مولد السراج المنیر "
کے مصنف کا تعارف اوران پر اعتراضات کی حقیقت

میلاد النبی ﷺ اور امام ابوالخطاب بن دحیہ کلبیؒ

تالیف

مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلی کیشنز